SHEHRI

اس میں کوئی شک نہیں کہ شہریوں کا ایک چھوٹا سا گروہ جو شعور رکھتا ہو' وہ یقیناً دنیا کو بدل سکتا ہے۔۔۔ مارگریٹ میڈ

شہری
برائے بہتر ماحول

اکتوبر سے دسمبر ۱۹۹۹ء

اندرونی صفحات پر

- شہری افزائش کے معیارات
- تعمیراتی ماحول کا تحفظ
- ہجوم میں ایک تماشکار کی موت
- شہری منصوبہ بندی کے قوانین

ریحانہ افتخار

موثر بلدیاتی حاکمیت وقت کی ضرورت ہے

کراچی گزشتہ دو عشروں سے ایک شدید بحران سے دوچار ہے ایک طرف تو بنیادی شہری سہولتوں کے فقدان نے شہریوں کو انتہائی اہم ضرورتوں سے محروم کردیا ہے ہر طرف پانی کے لئے ہاہاکار مچی ہوئی ہے' بجلی کی لوڈشیڈنگ کے ساتھ ساتھ اب گیس کی لوڈشیڈنگ بھی ہونے لگی ہے' پبلک ٹرانسپورٹ کا نظام بھی ابتر ہے' دوسری طرف امن و امان کا مسئلہ ہے' چوری' ڈکیتی اور کاریں چھیننے کے واقعات میں روزافزوں اضافہ ہو رہا ہے۔ ان حالات میں عام آدمی کی خواہش ہے کہ موثر بلدیاتی حاکمیت قائم ہو تاکہ ان کے مسائل حل ہونے کی کوئی صورت نکلے' لیکن یہ کام کیسے ہو؟

گزشتہ دنوں شہری سی بی ای نے فریڈرک نومان فاؤنڈیشن کے تعاون سے "موثر بلدیاتی/میٹروپولیٹن حاکمیت کے لئے حکمت عملی" پر ایک سیمینار کا اہتمام کیا جس سے مرزا جواد بیگ' قیصر بنگالی اور ڈاکٹر نعمان احمد نے خطاب کیا۔ وفاقی وزیر برائے بلدیات اور محنت جناب عمر اصغر خان مہمان خصوصی تھے۔

جناب عمر اصغر خان نے اس موقع پر کہا کہ حکومت آئندہ دو ماہ میں اختیارات کی تقسیم' بلدیاتی اداروں کی تقویت کے لئے آئینی اصلاحات اداروں کی مضبوطی' آزاد خودمختار الیکشن کمیشن' اسمبلیوں و انتخابی حلقوں کی حدبندی اور ہر سطح پر سرکاری معاملات کے بارے میں اطلاعات تک عوام کی پہنچ کے بارے میں سفارشات کا پیکج لانے کا ارادہ رکھتی ہے۔

انہوں نے یہ بھی کہا کہ سرکاری حلقوں میں یہ خیالات پائے جاتے ہیں کہ انتخاب مستقل نہیں ہوتا اور ا... بدل کبھی بھی نہیں ہوسکتا۔ ہمیں نچلی سطح تک اختیارات کی تقسیم کرنی ہوگی۔ اختیارات کا چند ہاتھوں میں ارتکاز نامناسب ہے آزادی کے بعد اختیارات زیادہ تر فوج' بااثر طبقے اور نوکرشاہی کے ہاتھوں میں رہے۔ لیکن اب فوج کے نقطہ نظر میں تبدیلی محسوس کی جاسکتی ہے۔ اس کی وجہ ملک کے اندرونی حالات اور علاقے کی صورتحال ہے۔

جناب خان نے کہا کہ مجھ پر یہ اعتراض ہے کہ میں نے ایک غیرمنتخب حکومت میں شمولیت کیوں اختیار کی؟ میں یہ سمجھتا ہوں کہ چیف ایگزیکٹو کا ...دہ سات نکاتی پروگرام میری سوچ کے نزدیک تر ہے اس لئے میں نے حکومت میں

وفاقی وزیر جناب عمر اصغر خان' قیصر بنگالی' جناب عارف حسن' نجمہ صادق اور دیگر شرکاء

شہری

بی 206 بلاک 2- پی ای سی ایچ ایس
کراچی - پاکستان
ٹیلی فون / فیکس 92-21-453-0646
E-mail address:shehri
@onkhura.com
(web site) URL:http://www.
onkhura.com/shehri

ایڈیٹر : بینا صدیقی

انتظامی کمیٹی

چیئرپرسن : قاضی فائز عیسیٰ
وائس چیئرپرسن : ڈاکٹر نوید ڈی سوزا
جنرل سیکریٹری : امبر علی بھائی
خازن : حنیف اے ستار
ارکان : نوید حسین، خطیب احمد
ایس رضا علی گردیزی

شہری اسٹاف

کو آرڈی نیٹر : سمر منصور
اسسٹنٹ کو آرڈی نیٹر : محمد ریحان اشرف

شہری ذیلی کمیٹیاں

آلودگی کے خلاف : نوید حسین
تحفظ ورثہ : دانش آزر زوبی، امیر الرحمٰن
میڈیا اور بیرونی روابط : امیر الرحمٰن محسن جعفری، فرحان انور
قانون : قاضی فائز عیسیٰ، امبر علی بھائی، رولینڈ ڈی سوزا، ڈاکٹر نوید ڈی سوزا، خطیب احمد
پارکس اور تفریح : خطیب احمد
صاف پاک معاشرہ : نوید حسین
قاضی فائز عیسیٰ
مالی حصول : تمام ارکان

ذیلی کمیٹیوں کی رکنیت شہری برائے بہتر ماحول کے تمام ارکان کے لئے کھلی ہے۔ اس اشاعت میں شامل مضامین کو شہری کے حوالے کے ساتھ شائع کرنے کی اجازت ہے۔
ایڈیٹر / ادارتی عملہ کا خبرنامہ میں شائع ہونے والے مضامین سے متفق ہونا ضروری نہیں۔

لے آؤٹ اور ڈیزائن : ذکیہ اللہ
پروڈکشن : انٹرپریس کمیونیکیشن

مالی تعاون : فریڈرک نوہان فاؤنڈیشن

رکن IUCN
دی ورلڈ کنزرویشن یونین

شرکت کی ہے۔ پھر چیف ایگزیکٹو نے یہ بھی کہا ہے کہ سیاست میں مذہب کو استعمال کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ ان کی اس بات نے بھی مجھے بہت متاثر کیا ہے۔

جناب عمر اصغر نے یہ بھی کہا کہ حکومت کسی بھی منصوبے پر عمل کرنے سے پہلے معاشرے کے مختلف طبقوں سے بات چیت کرنا چاہتی ہے۔ ان کے خیالات جاننے پر یقین رکھتی ہے۔ بلدیاتی حاکیت کے لئے بھی حکومت باہمی افہام تفہیم کے بعد ایک پیکیج لانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ لیکن صورتحال خاصی گمبھیر ہے اس لئے تمام باشعور اور ذی شعور افراد کو جوش و جذبے کے ساتھ کام کرنے کی ضرورت ہے تاکہ ایک شہری معاشرے کا قیام عمل میں آسکے۔ یہ ہم سبھی کے لئے بہت ہی مشکل کام ہے ایک چیلنج ہے۔

اس سے پہلے مرزا جواد نے اپنی تقریر میں کہا کہ یہ بات عجیب سی نظر آتی ہے کہ فوجی حکومتوں نے کسی نہ کسی طرح بلدیاتی اداروں کو قائم کیا لیکن منتخب سیاسی حکومتوں نے بلدیاتی اداروں کو کام کرنے سے روکا ہے۔ جواد صاحب وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے میٹروپولیٹن حکومت کا خیال سب سے پہلے پیش کیا۔ یہ مرحوم بھٹو کی حکومت کا دور تھا۔ انہیں پابند سلاسل کردیا گیا تھا بعد میں سپریم کورٹ کے حکم پر انہیں رہائی نصیب ہوئی تھی۔

مرزا جواد نے میٹروپولیٹن حکومت کے انتظامی اور معاشی اختیارات کے بارے میں کھل کر بات کی اور کہا کہ ٹرانسپورٹ، تعلیم، صحت، پانی کی فراہمی اور نکاس اور دیگر بلدیاتی امور بلدیاتی حکومتوں کے سپرد ہونے چاہئیں۔ انہوں نے اس بات پر حیرت کا اظہار کیا کہ سیاستدان میٹروپولیٹن حکومت کے خلاف ہیں

باقی صفحہ ۲۴ پر

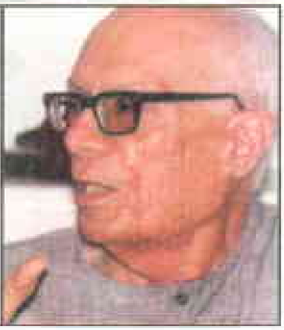

دو عظیم ہستیوں کی یاد میں

چند ہفتوں کے فرق سے بچپن کے دو دوست ایک دوسرے کے آگے پیچھے اس دنیا سے رخصت ہوئے اور اپنے پیچھے لاتعداد مداحوں اور اپنے پیروکاروں کو سوگوار چھوڑ گئے۔ ان جانے والی روحوں کی انتھک کوششوں کی بدولت جن کی زندگی اپنے کام کے منتخب میدانوں میں ہمیشہ کے لئے تبدیل ہوگئی۔ یہ شخصیات ڈاکٹر اختر حمید خان اور پروفیسر کرار حسین کی تھیں۔

یہ دونوں اموات ضرورت کی اس گھڑی میں قوم کے لئے ایک زبردست نقصان سے کم نہیں ہیں۔ جب ایک قوم ظلم، جبر و استبداد، انحطاط اور اداروں کے دیوالیہ پن سے دوچار ہو تو حوصلے، مستقل مزاجی اور دوراندیشی سے سرفراز افراد اپنے مقاصد کی نیکی کی بدولت قوم کا سب سے قیمتی سرمایہ بن جاتے ہیں ڈاکٹر خان اور پروفیسر کرار حسین ایسے ہی افراد تھے۔

انہوں نے ذہنوں میں ایک خاموش انقلاب لانے کی سعی و کوشش کی۔ انہوں نے اپنی مدد آپ، ایمانداری، سخت محنت اور انسانی وقار کی اقدار سکھائیں۔ وہ تبدیلی کے لئے کسی مسیحا کے انتظار کرنے کی ہماری عادت کے سخت خلاف تھے۔ وہ خود کو بہتر بنانے اور کمیونٹی کی ترقی کی اہمیت پر زور دیتے تھے۔ وہ اس لحاظ سے منفرد تھے کہ انہوں نے اپنے ذہنی ذرائع اور قابلیت و دانشمندی کی سرمایہ کاری اپنے کام کے میدانوں میں کی۔ ہماری پاک سرزمین میں جنہیں بہت کم ترجیح و اہمیت دی جاتی ہے۔ مثلاً تعلیم اور سماجی فلاح و بہبود۔ وہ بڑی آسانی سے اپنی جیبوں کو لوٹ مار کی اشیاء سے بھر سکتے تھے۔ یہ کام اس سرزمین پر بڑی آسانی سے ہوتا ہے۔ لیکن انہوں نے اس کی بجائے سادہ زندگی کا انتخاب کیا جو صرف ان کے شریفانہ بلند مقاصد کے جوش و جذبہ و سرگرمی سے پر تھیں۔ ان کا واحد ورثہ وہ عظیم اور قائم رہنے والی تبدیلیاں ہیں جو وہ ان لوگوں کے ذہنوں اور زندگیوں میں لائے جو اتنے خوش قسمت تھے کہ ان کے کام سے مستفیض ہوئے۔ ہم اپنے عہد کی ان دیو قامت شخصیات کو الوداع کہتے ہیں۔

قاضی فائز عیسیٰ

Balancing the scales

شہری افزائش کے معیارات کی تعریف

سپریم کورٹ نے اپنے دو اہم فیصلوں (گلاس ٹاورز اور کوسٹالیونا کے مقدمات) میں منصوبہ بندی کے تحت شہری نشوونما کی اہمیت پر زور دیا ہے تاکہ حیاتی ماحول کا تحفظ کیا جاسکے' قاضی فائز عیسیٰ نے شہر میں شہری ترقی کے عمل کے پس منظر میں ان منصوبوں کا تجزیہ کیا ہے

کوسٹالیونا کیس نے کیا طے کیا ہے؟

اردشیر کاؤس جی اور دیگر بمقابلہ کراچی بلڈنگ کنٹرول اتھارٹی ۱۹۹۶ء کی سول اپیل نمبر ۱۸۸۸ء

مختصر حقائق

کوسٹالیونا کے نام سے مشہور ایک عمارت باغ ابن قاسم کلفٹن میں بحیرہ عرب کے رخ پر تعمیر کی گئی۔ یہ جگہ ایک گھومنے والے ریسٹورنٹ کو تعمیر کرنے کے لئے مخصوص تھی لیکن اسے فلیٹ سائٹ میں تبدیل کرایا گیا تاکہ یہاں پندرہ منزلہ ایک عمارت تعمیر کی جاسکے۔ زمین کے استعمال کی اس تبدیلی نے عوامی فلاح بہبود کا درد رکھنے والے شہریوں کو پریشان کردیا۔ چنانچہ انہوں نے ہائیکورٹ میں ایک آئینی پٹیشن دائر کی۔ یہ معاملہ پھر اپیل کی صورت میں سپریم کورٹ میں پہنچا جس کا فیصلہ پانچ معزز ججوں پر مشتمل بینچ نے کیا۔ پاکستان کے چیف جسٹس نے فیصلہ تحریر کیا۔

زمین کے مخصوص استعمال کو صرف مجوزہ طریقہ کار پر عمل کرکے ہی تبدیل کیا جاسکتا ہے۔

یہ کام صرف اسی وقت ہوسکتا ہے جب لوگوں سے اعتراضات طلب کئے جائیں۔ اہم لوگوں سے اس سلسلے میں صلاح مشورہ کیا جائے اور ان کی روشنی میں حکومت کو سفارشات مرتب کرکے پیش کی جائیں۔ سپریم کورٹ نے اپنے حکم میں تحریر کیا۔

زونل پلان اسکیم میں زمین کے استعمال کو شق نمبر۳ کے تحت ظاہر کیا گیا ہے اگر کوئی شخص کراچی ڈیولپمنٹ اتھارٹی نمبر۷ ۱۹۵ کی دفعہ نمبر۴۰ کی شق نمبر۴ کے تحت کسی زمین کو مذکورہ استعمال کے علاوہ کسی اور مقصد کے لئے استعمال کرنے کا خواہشمند ہے تو وہ ادارہ ترقیات کراچی کو درخواست دے سکتا ہے۔ ادارہ عوام کی رائے طلب کرسکتی ہے اور اس سے متاثر ہونے والے افراد کو نوٹس جاری کرسکتا ہے۔

اس درخواست کی وصولی پر کمشنر عوام سے اس سلسلے میں اعتراضات طلب کرنے کے لئے نوٹس مشتہر کریں گے جو انگریزی اور علاقائی زبان کے ایک بڑے روزنامہ اخبار میں شائع ہوگا۔ اگر اعتراضات ہوں تو نوٹس شائع ہونے کے ۳۰ دن کے اندر کمشنر کو پیش کئے جائیں۔ اس کے بعد کمشنر اپنی سفارشات درخواست اور دیگر متعلقہ کاغذات حکومت کے سامنے حکم جاری کرنے کے لئے پیش کرنے کے پابند ہیں۔

سپریم کورٹ کے مطابق زمین کے استعمال کی تبدیلی اس وقت تک ممنوع ہے جب تک مجوزہ طریقہ کار پر عمل نہ کیا جائے۔ یہ دیکھا گیا ہے کہ ایسی تبدیلیوں کے لئے عوامی اعتراضات خود مالک طلب کرتا ہے اور یہ بات قانون اور سپریم کورٹ کے اس فیصلے سے مطابقت نہیں رکھتی۔

یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ تبدیلی کے لئے مجوزہ مکمل جواز تو پیش کیا جائے وہاں تو کوئی جواز ہی نہیں دیا جاتا۔ کراچی بلڈنگ اور ٹاؤن پلاننگ ریگولیشن حصہ دوم شیڈول ڈی کی شق نمبر۴۔بی کے مطابق دیگر چیزوں کی جانچ پڑتال کے ساتھ علاقے کی پلاننگ اطراف میں موجود تجارتی

سہولتیں' سڑکوں کی چوڑائی' ٹریفک کا بہاؤ اور دیگر عوامل کو بھی مدنظر رکھنا ہوگا اس کے ساتھ ساتھ کمشنر کا اپنی سفارشات پیش کرنے سے پہلے متعلقہ اتھارٹی اور ماسٹر پلان' ماحولیاتی کنٹرول ڈپارٹمنٹ سے مشورہ کرنا ضروری ہے۔ متعلقہ اتھارٹی اور ماسٹر پلان ماحولیاتی کنٹرول کی منظوری ابتدائی ہے۔

نجی پارٹیاں تعمیراتی قوانین کے نفاذ کے لئے عدالت سے رجوع کرسکتی ہیں

نجی پارٹیوں کی جانب سے اپیل دائر کی گئی تو یہ سوال پیدا ہوا کہ کیا وہ اپیل دائر کرنے کی حیثیت رکھتے ہیں؟ سپریم کورٹ نے اپنے حکم میں تحریر کیا کہ "یہ پارک ایسی جگہ واقع ہے کہ ہمارے خیال میں دوردراز کے علاقے مثلاً لیاری کوارٹر کا رہائشی بھی یہ آئینی پٹیشن دائر کرسکتا تھا۔ اس سلسلے میں مساۃ سردار بیگم فاروقی اور دوسرے چھ افراد بمقابلہ راشدہ خاتون اور دوسرے دو افراد (۱۹۹۰ء سی ایل سی ۸۳ متعلقہ صفحہ ۹۱) کے مقدمے کے فیصلے کے پیرا ۱۵۱ کا حوالہ دیا جاسکتا ہے سندھ ہائیکورٹ کی ڈویژن بینچ نے صادر کیا تھا جس میں ہم میں سے ایک اجمل میاں چیف جسٹس پاکستان ایک فریق تھے اور یہ فیصلہ انہوں نے ہی لکھا تھا جو مندرجہ ذیل ہے۔

"یہ فوری مقدمہ عوامی مفاد کے مقدمے کے زمرے میں آتا ہے کیونکہ عوام کی ایک بڑی تعداد اس بات کو یقینی بنانے میں دلچسپی رکھتی ہے کہ عدالت کے فیصلے کا غلط استعمال کرتے ہوئے بلڈنگ کنٹرول قوانین اور آرڈی نینس کی خلاف ورزی کرتے ہوئے تعمیرات نہ کی جائیں۔ اس عدالت کی مداخلت کراچی میں جاری اس مذکورہ غیر قانونی عمل کی حوصلہ شکنی کرے گی"۔

اگر کسی فرد کو آسائشی و تفریحی پلاٹ کو استعمال کرنے سے محروم کیا جاسکتا ہے (اس مقدمے میں یہ ایک پارک ہے) تو یہ آئینی بنیادی حقوق سے محروم کردینے کے مترادف ہے۔

ہمارے خیال میں اپیل کنندگان کو یہ پارک تمام سہولتوں کے ساتھ استعمال کرنے کا حق حاصل ہے جیساکہ یہ کے ڈی اے اسکیم نمبر۵ کے تحت منظور کیا گیا ہے۔ پارک کے استعمال میں زندگی سے لطف اندوز ہونا بھی شامل ہے۔ جس کا تذکرہ آئین کی دفعہ ۹ میں کیا گیا ہے جس کی تشریح اس عدالت نے مذکورہ بالا فیصلے میں کی ہے۔ یہ فیصلہ مساۃ شہلا ضیاء بمقابلہ واپڈا (پی ایل ڈی ۱۹۹۴ء) سپریم کورٹ ۶۹۳ میں دیا گیا تھا۔ چنانچہ اپیل کنندگان کو یہ حق حاصل ہے کہ اس بات کو یقینی بنائیں کہ متعلقہ حکام پلاٹ کے حوالے سے پلان کی منظوری نہ دیں جو قوانین قواعد و ضوابط کی خلاف ورزی ہوسکتی ہے اور یہ انہیں زندگی سے لطف اندوز ہونے کے ان کے حق سے محروم کردے گا۔

دفاع کے ذریعے قانونی عذر' جواب دعویٰ کوئی ایسا شخص داخل نہیں کراسکتا جس کا کردار ایمانداری پر مبنی نہ ہو

لیکن پلان کو کسی نہ کسی طرح منظور کرالیا گیا یہ کام مناسب طریقہ کار کے تحت نہیں ہوا بلکہ یہ اس وقت کے وزیراعلیٰ کے اثر و رسوخ کے باعث ممکن ہوسکا۔ مندرجہ بالا حقائق کے پس منظر میں یہ مدعلیہ نمبر۵ کے لئے منظوری کی درخواست دینے کے لئے کھلی نہیں ہے۔ مذکورہ درخواست ایک مدعلیہ اسی وقت کرسکتا ہے جب وہ خلوص نیت سے کام کرے اور اس یقین کے ساتھ کرے کہ وہ جو کچھ کر رہا ہے وہ قانونی اور مناسب ہے اور وہ خود مدد کے لئے دہائی نہیں دے سکتا جو ابتداء سے ہی یہ جانتا ہو کہ اس نے جو کچھ کیا وہ محض اس کی ملی بھگت کا نتیجہ اور قانون کے خلاف ہے۔

اعلیٰ عدالتوں کے فیصلے

پاکستان کی سپریم کورٹ نے تعمیراتی معاملات سے متعلق مختلف قوانین کی وضاحت و تشریح کی ہے اور دیئے گئے فیصلوں میں ایسے قوانین کو دیکھا گیا اور تفصیل سے ان کی صراحت کی گئی۔ حال ہی میں چند زیادہ متعلقہ مقدمات کا فیصلہ ہوا جو درج ذیل ہیں۔

1- مساۃ فیروزہ حاجیانی بمقابلہ عبدالرزاق
1992ء ایم ایل ڈی 527

2- عبدالرزاق بمقابلہ کے بی سی اے
پی ایل ڈی 1994ء سپریم کورٹ 512

3- بیگم سعیدہ قاضی عیسیٰ بمقابلہ کوئٹہ میونسپل کارپوریشن
پی ایل ڈی 1997ء کوئٹہ 1

4- افضل خان بمقابلہ کے ڈی اے
پی ایل ڈی 1998ء کراچی 283

5- سردار بیگم فاروقی بمقابلہ راشدہ خاتون
1990ء سی ایل سی

6- سلیمان اللہ بمقابلہ کے بی سی اے
1990ء سی ایل سی 448

7- کے بی سی اے بمقابلہ پشوانی سیلز اینڈ سروسز لمیٹڈ
پی ایل ڈی 1993ء سپریم کورٹ 210

8- محمد اسلم گنا بمقابلہ کے بی سی اے
1998ء ایم ایل ڈی 544

9- ایکس بلڈرز بمقابلہ اردشیر کاؤس جی
اردشیر کاؤس جی بمقابلہ حکومت سندھ
1998ء کی سول اپیل نمبر 756 اور 757

10- اردشیر کاؤس جی بمقابلہ کراچی بلڈنگ کنٹرول اتھارٹی
1996ء کی سول اپیل نمبر 1888

اگر قانون کی خلاف ورزی ہو تو تیسرے فریق کے حقوق تخلیق نہیں کئے جاسکتے

حالیہ مقدمے میں مجوزہ عمارت مکمل نہیں کی گئی ہے لیکن عوام کے احتجاج کے باوجود کچھ تعمیراتی کام ہوا ہے۔ تیسرا یہ ہے مجوزہ عمارت کا یہ حصہ بھی اس آئینی پٹیشن کے دائر کرنے کے بعد تعمیر ہوا ہے۔ لہٰذا اس مقدمے میں Lis Pendent کے اصول کا اطلاق ہوتا ہے۔ یعنی تیسرا فریق مقدمے کے نتیجے کا پابند ہوگا اس سلسلے میں مندرجہ مقدموں کا حوالہ دیا جاسکتا ہے۔

کرم الٰہی بمقابلہ آبادکاری و بحالی/ کمشنر (زمین) (۱۹۷۹ء ایس سی ایم آر ۱۴۳)

متروکہ زمینوں کے حوالے سے مقدمہ بازی کے دوران یہ بات سامنے آئی کہ ایک ہی زمین دوسرے فرد کے نام بھی منتقل کردی گئی۔ آخرکار منتقل کی گئی زمین کو تنسیخ کیا گیا اور یہ دیکھا گیا کہ اس مقدمے میں مدعلیہ نے Lis Pendent کے اصول کو متاثر کیا چنانچہ وہ مقدمے کے کسی بھی فیصلے کا پابند ہوگا۔

امان انٹرپرائزز بمقابلہ رحیم انڈسٹریز پاکستان لمیٹڈ (پی ایل ڈی ۱۹۹۳ء ایس سی ۲۹۲)

مندرجہ بالا مقدمہ میں اس عدالت نے ہائیکورٹ کے فیصلے کو ایک طرف رکھتے ہوئے اس بنیاد پر خصوصی کارکردگی کے ریلیف سے انکار کیا کہ متنازعہ جائداد ایک تیسرے فریق کو فروخت کردی گئی تھی چنانچہ Lis Pendent کا اصول

اردشیر کاؤس جی

> یہ کام صرف اس وقت ہوسکتا ہے جب لوگوں سے اعتراضات طلب کئے جائیں' اس سلسلے میں اہم لوگوں سے مشورے کئے جائیں اور ان کی روشنی میں سفارشات مرتب کرکے حکومت کو پیش کی جائیں

اگلے خریدار پر پوری طرح نافذ ہوتا ہے۔ کیونکہ اگر وہ انتظامیہ سے متذکرہ جائداد کے بارے میں معلومات حاصل کرلیتا کہ اصل مالک کون ہے اور یہ کس کی اجازت سے فروخت کی جاسکتی ہے تو اسے معلوم ہو جاتا کہ فروخت کا معاہدہ اپیل کنندہ/ پہلے خریدار اور مدعلیہ فروخت کنندہ کے درمیان موجود ہے۔ چنانچہ اپیل کنندہ/ پہلا خریدار فروخت کے معاہدے کی خصوصی کارکردگی کے لئے فیصلے کا حقدار ہے۔

مذکورہ رپورٹوں کا موجودہ مقدمہ پر پوری طرح نفاذ ہوتا ہے تیسرے فریق مدعلیہ نمبر۵ کے خلاف ایکشن کی وجہ رکھ سکتے ہیں لیکن وہ عوام کے حق کو شکست نہیں دے سکتے۔

قواعد و ضوابط کے برخلاف کوئی کام باضابطہ و باقاعدہ نہیں ہوسکتا

عبدالرزاق کے مقدمے میں یہ عدالت سمجھتی ہے کہ باقاعدہ و باضابطہ کا اختیار عملی ہے اور یہ عمل اسی وقت ہوسکتا ہے جب بے قاعدگی کی نوعیت اصل مجوزہ تعمیر کی اصل روح یا صورت تبدیل نہ کردے۔ نہ ہی تیسرے فریق نے حقوق/ مفادات پر برے اثرات ڈالے۔ یہ عدالت یہ بھی سمجھتی ہے کہ جدید شہری منصوبہ بندی کا بلند و بالا مقصد شہر کے باسیوں کو زیادہ سے زیادہ سہولتیں فراہم کرکے زیادہ سے زیادہ آرام و آسائش کو یقینی بنانا ہے۔ اور ایک عوامی خادم کی ذمہ داری ہے کہ وہ یہ مقصد حاصل کرلے۔ وہ ایسا رویہ اختیار نہیں کرسکتا جس سے مذکورہ بالا مقصد کو شکست کا سامنا ہو۔ عدالت مزید یہ سمجھتی ہے کہ پلان شدہ اسکیموں سے انحراف کا فطری نتیجہ دوسروں کی بے آرامی اور تکلیف کی صورت میں نکلے گا۔ عدالت یہ سمجھتی ہے کہ ایک رہائشی اسکیم بنانے کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ زمین ہموار کرکے پلاٹ بنا دیئے جائیں۔ اس میں کافی پانی' بجلی' گیس' سیوریج لائنوں' سڑکوں اور شاہراہوں وغیرہ کی فراہمی بھی شامل ہے اور اگر ایک رہائشی اسکیم اس مفروضہ پر بنائی گئی ہے کہ وہاں صرف دو منزلہ مکانات ہوں گے لیکن پھر پلاٹ لینے والوں کو حقیقتاً کثرت منزلہ عمارات کی تعمیر کی اجازت دے دی گئی تو مذکورہ اقدام عوامی خدمات کی ضروریات کے لئے ناکافی ثابت ہوگا۔ جس کا نتیجہ اس اسکیم میں رہنے والے فرد کو بھگتنا ہوگا۔ کراچی شہر میں رہنے والوں کی تکالیف و پریشانیوں کو کم کرنے کے لئے عوامی حکام کو مثلاً اتھارٹی کو قواعد و ضوابط کی پیروی کرنی ہوگی۔

ایک رہائشی یا کسی بھی اسکیم میں ردوبدل نہیں ہوسکتا

ایک مرتبہ کوئی اسکیم بن جاتی ہے تو اس میں کسی قسم کا کوئی ردوبدل نہیں کیا جاسکتا ردوبدل صرف عوام کے مفاد میں ہی ہوسکتا ہے کسی ایک فرد کے فائدے کے لئے نہیں کہ دوسرے لوگوں کی قیمت پر اسے فائدہ نہیں پہنچایا جاسکتا۔

باقاعدہ و باضابطہ بنانے کے اختیارات عملی ہیں اور انہیں اس طرح بنایا گیا ہے کہ وہ اسی وقت استعمال ہوسکتے ہیں جب بے قاعدگی کی نوعیت اصل مجوزہ تعمیر کی روح یا صورت تبدیل نہ کرے۔

قواعد و ضوابط کی ہر خلاف ورزی سے نمٹنے کے لئے حکومت یا اتھارٹی آرڈی نینس کے تحت پوری طرح آزاد نہیں ہیں۔ قواعد و ضوابط پر عملدرآمد عوام کے فائدے و مفاد کے لئے ہونا چاہئے۔ کسی ایک فرد کے فائدے کے لئے نہیں۔ سادہ سی حقیقت یہ ہے کہ کراچی کی آبادی بہت زیادہ بڑھ گئی ہے اور صورتحال کے تقاضے کے مطابق دو منزلہ مکانات کے علاوہ بلند و بالا عمارات کی اجازت تو دی گئی لیکن ضرورت کے مطابق پانی' بجلی' گیس' سیوریج لائنیں' سڑکیں اور شاہراہیں وغیرہ مہیا نہیں کی گئیں۔

ملٹی لائن ایسوسی ایٹس کیس مندرجہ حد تک مسترد کیا گیا

ملٹی لائن ایسوسی ایٹس بمقابلہ اردشیر کاؤس جی اور دیگر (پی ایل ڈی ۱۹۹۵ء ایس سی ۴۲۳) کے مقدمے کے فیصلے اور عبدالرزاق بمقابلہ کراچی بلڈنگ کنٹرول اتھارٹی اور دیگر (پی ایل ڈی ۱۹۹۴ء ایس سی ۵۱۲) کے فیصلے میں ایک حد تک تضاد موجود ہے یہ درست قانونی حیثیت کا عکاس نہیں ہے اس لئے اسے اس حد تک مسترد کیا جاتا ہے۔

گلاس ٹاورز مقدمہ کیا فیصلہ کرتا ہے؟

میسرز ایکمل بلڈراز اور دیگر بمقابلہ اردشیر کاؤس جی اور دیگر۔
۱۹۹۸ء کی سول اپیل نمبر ۵۶۔۷
اردشیر کاؤس جی اور دیر بمقابلہ حکومت سندھ اور دیگر ۱۹۹۸ء کی سول اپیل نمبر ۵۷۔۷

مختصر حقائق

آزادی کے بعد اختیارات زیادہ تر فوج' بااثر طبقے اور نوکرشاہی کے ہاتھوں میں رہے' لیکن اب فوج کے نقطہ نظر میں تبدیلی محسوس کی جاسکتی ہے

کراچی میں کلفٹن روڈ پر گلاس ٹاورز کے نام سے ایک عمارت بلڈنگ قوانین کی خلاف ورزی کرتے ہوئے تعمیر کی گئی۔ ایک خلاف ورزی تو یہ تھی کہ اسے مقررہ و مجوزہ کٹ لائن یا حد سے باہر تعمیر کیا گیا تھا۔ یہ کٹ لائن ایک ایسا خطہ ہے جو پلاٹ کے نقشے پر دکھایا جاتا ہے اور اس خطہ سے باہر کوئی بھی تعمیر نہیں ہوسکتی۔ نقشوں میں اس طریقے پر نشانات کا مقصد یہ ہے کہ بڑی سڑکوں و شاہراہوں کو چوڑا کرنے کے امکانات کو محفوظ رکھا جائے۔

کراچی بلڈنگ اور ٹاؤن پلاننگ قواعد کے مطابق بڑی شاہراہوں کو چوڑا کرنے کا مقصد موجودہ شاہراہوں کو ٹریفک کی بھیڑ سے نجات دلانا ہے سڑکوں پر ٹریفک کے تحفظ کو فروغ دینا ہے اور پیدل چلنے والوں کو آسانی فراہم کرنا ہے۔ رہائشی تجارتی و صنعتی ترقی اور رہائش کنندگان کی عمومی فلاح و بہبود بھی مقصود ہوتی ہے اس کے علاوہ بڑھتی ہوئی گاڑیوں کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے بھی سڑکوں کو چوڑا کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

سپریم کورٹ نے حکم دیا کہ گلاس ٹاورز بلڈنگ کا وہ حصہ جو مقررہ حد یعنی کٹ لائن سے بڑھ کر بنایا گیا ہے منہدم کردیا جائے۔ اس بات سے قطع نظر کہ بلڈرز نے اس مقدمے کے دوران بلڈنگ کی تعمیر کو مکمل کیا۔

سپریم کورٹ نے اس مقدمے کا فیصلہ کوسٹالیونا کیس کے فیصلے کے ساتھ سنایا۔ کوسٹالیونا کیس میں بڑے قانونی اصولوں کا تعین کیا گیا جن کا حوالہ اس مقدمے میں دیا گیا۔ یہ مقدمہ کسی طرح بھی کم اہمیت کا حامل نہیں ہے۔ اس میں بھی بعض اہم قانونی اصول طے کیے گئے ہیں۔ جن میں سے سب سے اہم یہ اصول تھا کہ کٹ لائن کا سختی سے نفاذ کیا جائے۔

کے بی سی اے کا قانونی فرض اور بلڈنگ لائن (کٹ لائن)

آرڈی نینس کے تحت کے بی سی اے کسی بلڈنگ پلان کی منظوری دینے کی اہل ہے۔ چنانچہ کے بی سی اے کی یہ قانونی ذمہ داری ہے کہ وہ مجوزہ بلڈنگ پلان کی منظوری دیتے وقت کٹ لائن وضاحت کے ساتھ مہیا کرے۔

کے بی سی اے کو ایک بلڈنگ پلان کو منظور کرتے وقت کٹ لائن فراہم کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ عمارت کے قواعد و ضوابط کی خلاف ورزی نہیں کی جاسکتی چاہے وہ پہلے سے نافذ ہی نہ کیے گئے ہوں۔

"یہ کہنا کہ پہلے مذکورہ بالا ضوابط کو پرکھا نہیں گیا یا توڑا گیا ہے تو اس غلطی کو بار بار دہرانے کا کوئی جواز نہیں ہے"۔

زمین کے مجوزہ استعمال کی تبدیلی کے باوجود (کہ اسے رہائشی سے تجارتی بنایا گیا) بعض اہم حقائق کو مدنظر رکھنا ہوگا۔

یہ حقیقت ہے کہ ایک بڑی شاہراہ پر واقع ایک رہائشی پلاٹ کو تجارتی پلاٹ میں تبدیلی کی ضمانت دی گئی ہے لیکن صورتحال کی تبدیلی کے باعث کسی قانون کی کسی دفعہ یا بلڈنگ بائی لاز ریگولیشنز کی خلاف ورزی کا کوئی جواز موجود نہیں ہے۔ نہ ہی یہ ۱۸۔۱۷ منزلوں پر مبنی بلند و بالا عمارت کی اجازت کی ضمانت دیتا ہے۔ حکومت یا متعلقہ اتھارٹی عمارت کی منزلوں کی تعداد کے سوال کا فیصلہ کرنے کی ذمہ دار ہے۔ اس علاقے میں عوامی خدمات مثلاً پانی' بجلی' گیس' سیوریج لائنوں' سڑکوں و شاہراہوں کی دستیابی کو بھی مدنظر رکھنا ضروری ہے۔ ایک مجوزہ عمارت کی تعمیر کی اجازت دیتے وقت یہ خیال بھی ملحوظ خاطر رکھا جائے کہ اس میں کم سے کم منزلیں ہوں تاکہ اس علاقے میں کم سے کم پریشانیاں اور تکالیف پیدا ہوں۔

اسی طرح تجارتی پلاٹ ہونے کی صورت میں عمارت کا پلان مندرجہ شرائط کے بعد ہی منظور کیا جانا چاہئے۔

- ○ مناسب مقدار میں پانی کی دستیابی۔
- ○ مناسب مقدار میں بجلی کی دستیابی۔
- ○ مناسب مقدار میں سیوریج لائنیں۔
- ○ علاقے میں مناسب سڑکیں و شاہراہیں۔
- ○ علاقے کو مدنظر رکھتے ہوئے عمارت کی منزلوں کا تعین کیا جائے اور اس کے مطابق ہی تعمیر کی جائے۔
- ○ مجوزہ عمارت کو علاقے کے لوگوں کے لئے کم سے کم پریشانیوں اور تکالیف کا باعث ہونا چاہئے۔

(قاضی فائز عیسیٰ بیرسٹر ایٹ لاء اور چیئرمین شہری۔ سی بی ای ہیں)

○ ○

کے بی سی اے اوور سی کمیٹی ورکشاپ

پاکستان کی سپریم کورٹ کے مکمل بینچ نے حال ہی میں ۱۹۹۶ء کی سول اپیل نمبر ۱۸۸۸ اور ۱۹۹۸ کی سول اپیل نمبر ۷۵۶ اور ۷۵۷ کے بارے میں فیصلے دیئے ہیں۔ جن میں سندھ بلڈنگ کنٹرول آرڈی نینس ۱۹۷۹ء۔ کراچی بلڈنگ اینڈ ٹاؤن پلاننگ ریگولیشنز اور کراچی ڈیولپمنٹ آرڈر ۱۹۵۷ء کی وضاحت و تشریح کی گئی ہے۔

اس سلسلے میں پہلے کچھ ابہام پایا جاتا تھا کیونکہ کچھ عدالتی فیصلوں میں نقطہ نظر کا اختلاف موجود تھا۔ حالیہ فیصلوں نے اس مسئلہ کو اس کے درست تناظر میں طے کرنے کا موقع فراہم کیا ہے۔

چنانچہ ایک ورکشاپ کا اہتمام کیا گیا تاکہ سپریم کورٹ کے مذکورہ فیصلوں اور دیگر متعلقہ فیصلوں کے بارے میں اطلاعات و معلومات فراہم کی جائیں اور ان پر بحث و مباحثہ بھی کیا جائے۔

محترمہ عنبر علی بھائی جنرل سیکریٹری ”شہری“ سی بی ای نے اپنی تعارفی تقریر میں کہا کہ وکلاء‘ حکام اور عوام کو کوسٹالیونا اور گلاس ٹاورز کے ان دونوں مقدمات کو سمجھنے اور جانچنے کی ضرورت ہے تاکہ شہر میں زمین کے استعمال اور زوننگ کی خلاف ورزی کے مسئلے پر مستقبل کے حوالے کے لئے عدلیہ کے کردار‘ فرائض اور دسترس کی مناسب نشاندہی ہو سکے۔

قاضی فائز عیسیٰ چیئرمین شہری سی بی ای نے ”تعمیراتی قوانین‘ قواعد و ضوابط اور دیگر متعلقہ معاملات“ کے موضوع پر اپنا تحقیقی مقالہ پیش کیا جس میں انہوں نے شہری ذہن کے استعمال اور زوننگ کے قواعد و ضوابط اور دیگر متعلقہ چیزوں کے قانونی پہلوؤں سے جڑے متنوع مسائل پر بہت تفصیلی روشنی ڈالی۔

سندھ بلڈنگ کنٹرول آرڈی نینس ۱۹۷۹ء (ایس بی سی او ۷۹) کی خلاف ورزی کس طرح ہوتی ہے۔ زمین کے استعمال کی تبدیلی کی اجازت دینے کا قانونی طریقہ کار کیا ہے؟ اور کیا شہر کے تعمیراتی منصوبوں پر کام کرتے ہوئے شہری منصوبہ بندی پر عمل کرنے کی ضرورت ہے؟ جناب عیسیٰ نے مذکورہ تمام موضوعات پر کھل کر بات کی اور ہر کیس میں انہوں نے اعلیٰ عدالتوں کے متعلقہ فیصلوں کا حوالہ دیا۔

جناب قاضی فائز عیسیٰ نے کوسٹالیونا اور گلاس ٹاورز کے مقدمات پر سپریم کورٹ کے دیئے گئے فیصلوں پر بھی بات کی۔ ان فیصلوں کی بدولت مختلف متعلقہ کرداروں مثلاً کے بی سی اے‘ بلڈرز‘ خریدار اور شہری معاشرے کے لئے دائرہ کار و حدود کار کی نشاندہی ہوتی ہے۔

مذاکرے کے شرکاء

قاضی فائز عیسیٰ

جناب قاضی فائز عیسیٰ کے مقالے کے بعد باہم بات چیت کا دور ہوا جس میں تمام شرکاء نے حصہ لیا اور مہمان شرکاء سے سوال پوچھے۔ جن میں معروف شہری جناب اردشیر کاؤس جی، بیرسٹر نعیم الرحمٰن اور محمد حسین (چیف کنٹرولر آف بلڈنگ کے بی سی اے) شامل تھے۔

جناب قاضی فائز عیسیٰ اور محترمہ عنبر علی بھائی نے بھی کئی سوالات کا جواب دیا اور بحث و مباحثہ میں معاونت کی۔

کیا عمارات سندھ بلڈنگ کنٹرول آرڈی نینس 1979ء کی خلاف ورزی کرتے ہوئے تعمیر ہوسکتی ہیں

قانون کی تعریف

قانونی منصوبہ بندی، تعمیر کے معیار اور بلڈنگ کنٹرول قیمتوں کی وصولی، بلڈرز اور سوسائٹیوں کی جانب سے عمارات اور پلاٹوں کی فروخت کے لئے پبلسٹی اور صوبہ سندھ میں موجودہ تباہ حال اور خطرناک عمارتوں کے انہدام کو باضابطہ بناتا ہے۔

منصوبے کی منظوری ضروری ہے

دفعہ 6(1)

کوئی بھی عمارت اس وقت تک تعمیر نہیں ہوسکتی جب تک اتھارٹی متعلقہ عمارت کے منصوبے کی منظوری مجاز طریقے پر نہ دیدے اور "کوئی اعتراض نہیں" کا سرٹیفکیٹ جاری نہ کردے۔

اگر منظور شدہ منصوبے کے بغیر تعمیر کی جائے گی یا کسی متعلقہ قانون کی خلاف ورزی پائی گئی تو عمارت کو منہدم کردیا جائے گا

دفعہ 7-اے

جہاں بھی دفعہ 6 کی ذیلی شق ایک کی خلاف ورزی پائی گئی تو متعلقہ اتھارٹی یا اتھارٹی کا نامزد کردہ کوئی افسر عمارت کو سربمہر کرنے یا عمارت کو مکینوں سے خالی کرانے یا بلڈر کی ذمہ داری پر عمارت کو منہدم کرنے کا حکم جاری کرسکتا ہے۔ اگر وہ عمارت عوام کے لئے تعمیر ہوئی ہے۔ ورنہ دوسری صورت میں ذمہ داری مالک پر آئے گی۔

مسمار کیے ہوئے گلاس ٹاورز

اگر غیر معیاری یا غیر منظور شدہ سامان استعمال ہوا یا عمارت منظور شدہ نقشے/پلان یا مخصوص ہدایات کے مطابق نہ ہو تو ہدایات جاری کی جاسکتی ہیں، تعمیر کو روکا جاسکتا ہے یا عمارت کو منہدم کیا جاسکتا ہے

دفعہ 11(2)

اگر کسی عمارت کی تعمیر اتھارٹی کے منظور شدہ نقشے پلان یا خصوصی ہدایات کے مطابق نہیں ہوئی ہے یا عمارت میں استعمال ہونے والا کوئی بھی سامان، غیر معیاری ہے یا اشتہار میں دیئے گئے معیار یا قسم کے مطابق نہیں ہے تو مجاز اتھارٹی دفعہ 11 کی ذیلی دفعہ (2) کے تحت ہدایات جاری کرسکتی ہے۔ عمارت کی تعمیر کو روک سکتی ہے یا بلڈر کی ذمہ داری پر عمارت کو منہدم کیا جاسکتا ہے۔

عمارت کے ڈھانچے، ڈیزائن اور تفصیلات میں پہلے سے حاصل کردہ منظوری کے بغیر کوئی تبدیلی نہیں کی جاسکتی

دفعہ 12(6)

عمارت کے ڈھانچے، ڈیزائن اور خصوصی تفصیلات کی منظوری مجاز اتھارٹی دیتی ہے۔ اس لئے اس کی منظوری کے بغیر کوئی بلڈر اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں لاسکتا۔

باقی صفحہ ۲۲ پر

شہری کی سرگرمیاں

تعمیراتی ماحول کا تحفظ

عدلیہ کا کردار

ترکی اور تائیوان میں حالیہ زلزلوں کے باعث جو تباہی و بربادی ہوئی ہے اس کی سب سے بڑی وجہ بلند و بالا عمارات کی ناقص تعمیر تھی' پاکستان میں ایسی خطرناک صورتحال کے پیدا ہونے کے امکانات موجود ہیں

گزشتہ دنوں "شہری" نے منصوبہ بندی کے تحت شہری نشوونما و ترقی کو یقینی بنانے میں عدالتوں کے کردار کا جائزہ لینے کے لئے ایک سیمینار کا اہتمام کیا اس کے لئے اسے فریڈرک نومان فاؤنڈیشن کا تعاون حاصل تھا۔ اس سیمینار کی صدارت جناب جسٹس (ریٹائرڈ) سلیم اختر نے کی۔

جناب جسٹس (ریٹائرڈ) سلیم اختر نے اپنے صدارتی خطاب میں شہر میں منصوبہ بندی کے تحت نشوونما کو یقینی بنانے میں عدالتی عمل کی بندشیں اور دسترس و امکانات پر روشنی ڈالی۔

جناب نورالدین احمد نے کراچی میں رہائشی سیکٹر کی تاریخ پیش کی اور اس عمل میں مختلف متعلقہ کرداروں کے ادا کردہ کردار پر روشنی ڈالی۔

جناب رزاق لویا نے کراچی میں زلزلوں سے ہونے والی تباہ کاریوں کے خطرات کے بارے میں بات کی انہوں نے کہا کہ کراچی شہر ایک فعال سسمک زون میں واقع ہے۔

جناب زین شیخ نے پاکستان میں عوامی دلچسپی کے مقدمات میں اضافے اور متعلقہ مسائل کے بارے میں تفصیلی بحث کی۔

جناب رونالڈ ڈی سوزا نے کہا کہ ابتداء میں کراچی ایک منصوبہ بندی اور بہتر سہولتوں کے ساتھ تعمیر ہونے والا شہر تھا۔ لیکن وقت کے ساتھ شہری ماحول تنزلی کا شکار ہوا اور برسوں تک لوگ خاموش رہے۔ لوگوں نے شہری ماحول کی تباہی کے خلاف احتجاج نہیں کیا۔ یہ لوگ بھی اتنے ہی موردِ الزام ہیں جتنے کہ وہ لوگ جنہوں نے شہر کو تباہ کرنے کے لئے قانون کی خلاف ورزی کی ہے۔

انہوں نے کہا کہ گزشتہ تین برسوں میں صورتحال بہت بہتر ہوئی ہے۔ انہوں نے کراچی بلڈنگ کنٹرول اتھارٹی/کراچی ڈیولپمنٹ اتھارٹی میں شہری کمیٹیوں کے قیام' عوامی اطلاعاتی کاؤنٹر اور سپریم کورٹ کے عظیم فیصلوں کا تذکرہ کیا اور کہا کہ یہ فیصلے سنگ میل کی حیثیت رکھتے ہیں جن سے تبدیلی کا پتہ چلتا ہے۔

جناب ڈی سوزا نے کہا کہ ان کامیابیوں کے باوجود ابھی بہت کچھ کرنے کی ضرورت ہے۔ وکلاء اور ججوں کو ماحولیاتی اور شہری منصوبہ بندی کے قوانین کے بارے میں علم حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔

موجودہ قوانین میں بھی ترامیم کی

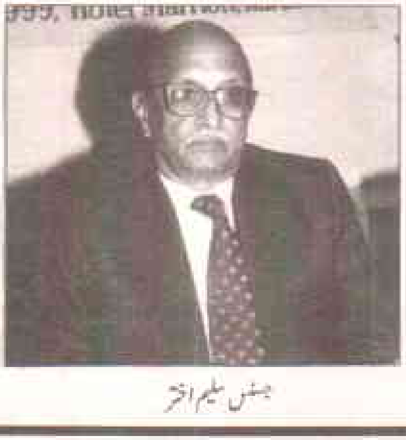

جسٹس سلیم اختر

(دائیں سے) زین شیخ، رونالڈ ڈی سوزا، بیرسٹر نعیم الرحمٰن اور قاضی فائز عیسیٰ

ضرورت ہے اور شہری بنیادی ڈھانچے مثلاً سڑکیں، سیوریج اور بجلی کو شہر کے دوردراز علاقوں تک پھیلانے کی ضرورت ہے تاکہ اندرون شہر آبادی کے دباؤ کو کم کیا جاسکے۔

زلزلوں سے نمٹنے کے لئے پہلے سے تیار ہونے کے مسئلے کے بارے میں ڈی سوزا صاحب نے کہا کہ مسمک کوڈ ۱۹۸۴ء پر عملدرآمد نہیں کیا جارہا ہے۔ گارڈن ایسٹ میں گراؤنڈ+ ایک کی جگہ گراؤنڈ+۸ کے ڈھانچے تعمیر کئے گئے جو قطعی طور پر قوانین کی خلاف ورزی ہے۔

انہوں نے یہ بھی کہا کہ اب خاموش رہنے والی اکثریت کو کھڑے ہونا چاہئے اور اپنی موجودگی کا احساس دلانا چاہئے۔

بیرسٹر نعیم الرحمٰن نے کوشالیونا اور گلاس ٹاور کے مقدمات کے فیصلوں پر بحث کرتے ہوئے کہا کہ شہری ترقی کے بڑے ترقیاتی منصوبوں کو اختیار کرتے ہوئے یہ بہت ضروری ولازمی ہے کہ شہری منصوبہ بندی کے متعلقہ قوانین، قواعد و ضوابط اور معیارات پر سختی سے عمل کیا جائے۔

اس سلسلے میں انہوں نے زمین کے استعمال کی تبدیلی کے مسئلے کو خصوصی اہمیت دی اور کہا کہ زمین کے استعمال کی غیرقانونی تبدیلی کراچی میں شہری تنزلی کی سب سے بڑی وجہ تھی۔ انہوں نے قواعد وضوابط کی خلاف ورزی کی اجازت دینے کا ذمہ دار بدعنوان سرکاری ملازمین کو

> وقت کے ساتھ شہری ماحول تنزلی کا شکار ہوا' برسوں تک لوگ خاموش رہے' انہوں نے اس تباہی پر احتجاج نہیں کیا' یہ لوگ بھی اتنے ہی موردالزام ہیں

ٹھہرایا۔

بیرسٹر نعیم نے جناب اردشیر کاؤس جی اور جناب رونالڈ ڈی سوزا جیسے دردمند شہریوں کے کردار کو سراہتے ہوئے کہا کہ سپریم کورٹ کی خدمات بھی اس سلسلے میں قابل تعریف ہیں کہ اس نے اس بات کو یقینی بنایا ہے کہ زمین کے استعمال اور زوننگ لاء کی خلاف ورزی نہ ہو۔

جناب قاضی فائز عیسیٰ نے ترکی اور تائیوان میں آنے والے حالیہ زلزلوں کی روشنی میں اس سیمینار کی اہمیت پر زور دیا اور کہا کہ زلزلوں کے باعث جو تباہی و بربادی ہوئی ہے اس کی سب سے بڑی وجہ بلند و بالا عمارات کی ناقص تعمیر تھی۔ پاکستان میں ایسی ہی خطرناک صورتحال کے پیدا ہونے کے امکانات موجود ہیں۔

بقیہ ⇦ فنکار کی موت

آرٹسٹوں اور صحافیوں کے تھے۔

مگر جب ہم وہاں پہنچے تھے تو نہ کوئی آرٹسٹ تھا، نہ صحافی۔ اخبارات میں چھپنے والی یہ خبریں تو ٹیلی فون کے ذریعے حاصل کی گئی تھیں۔ بہت لوگ تعریف کر رہے ہیں۔ وہ بہت نامور مصور تھا۔

بی ایم کی میت کے پاس ایسی گفتگو ہو رہی تھی۔ "مجھے تو معلوم نہیں کہ مردے کو دفنانے کا کیا طریقہ ہے۔ میں نے کبھی یہ کام نہیں کیا"۔

کسی اور نے کہا "بی ایم ایک بار کہہ رہا تھا میرا یہ اپارٹمنٹ میرے بعد کسی فلاحی ادارے کو دے دینا۔" ایک اور آواز "اسے مرے ہوئے کافی گھنٹے ہوگئے ہیں۔ جلد دفنادینا چاہئے"۔

"چلو میزان یہاں سے چلیں۔" وہاں اور دیر رکنا ناممکن تھا۔

بی ایم کے اسٹوڈیو میں دو ایزلز پر کینوس لگے تھے۔ ایک بالکل خالی تھا۔ ایک ادھوری تصویر۔ بی ایم کی تنہا لڑکی۔

نہ جانے وہ تنہا لڑکی کون تھی۔ جسے وہ عمر بھر بناتا رہا۔ اس نے اس لڑکی کو بڑے روپ دیئے۔ وہ کبھی اس کے ہونٹوں پر پھول بنا دیتا تھا۔ کبھی پھول سے اس کی پیشانی سجا دیتا تھا۔ وہ تنہا لڑکی اب کے زرد لباس پہنے ہوئے تھی۔ سفید پھول کینوس کے خالی گوشے میں رکھا تھا۔

بی ایم عرصہ سے ٹھیک نہیں رہتا تھا۔ لیکن وہ اپنی روش میں کوئی تبدیلی لائے بغیر، ہمت سے جیتا رہتا تھا۔ اپنے منہ سے کبھی نہیں کہتا تھا کہ میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ ایزل پر خالی کینوس، اس کی زندگی کی خواہش تھی۔ وہ امید تھی کہ میں پہلی تصویر مکمل کرکے اگلی تصویر ضرور بناؤں گا۔ یہی تو اس کی محبت تھی۔ ورنہ کسی نے نہ دیکھا، نہ جانا کہ اس نے کسی سے یا کسی نے اس سے محبت کی ہو۔

نورالدین احمد اور رزاق لویا

عوامی دلچسپی کی مقدمہ بازی کی ترویج و ترقی

عوامی دلچسپی کی مقدمہ بازی

اس ذریعے کو سوشل ایکشن گروہوں نے معاشرے کے غیر مراعات یافتہ طبقوں کی طرف قانونی اقدامات لانے کے لئے استعمال کیا۔

فورم شاپنگ

شہریوں کے حقوق کے نفاذ کے لئے دو راستے ہیں اول یہ کہ کوئی بھی فرد آئین کی دفعہ 184(3) کے تحت سپریم کورٹ میں اس کی محدود اصل عدالتی اختیار کے تحت براہ راست پٹیشن دائر کرسکتا ہے یا پھر کسی ہائیکورٹ سے آئین کی دفعہ 199 کے تحت اپنے عدالتی اختیار کو استعمال کرنے کے لئے رجوع کرسکتا ہے۔

مسلمہ حیثیت

کیا پٹیشنر واقعی ایک متاثرہ پارٹی ہے؟ یہ سوال ہائیکورٹ کے سامنے لائے جانے والے ایکشن (اعمال) میں آج بھی ایک متعلقہ عامل ہے۔ SENSU STICTU کی ضرورت آئین کی دفعہ 199 کے تحت ہے لیکن مسلمہ حیثیت کی غیر موجودگی افراد کو سپریم کورٹ کے سامنے عوامی دلچسپی کے مقدمات لانے سے نہیں روکتی۔

بنیادی حقوق

بنیادی حقوق کی تعریف بہت وسیع ہے۔ آلودگی سے پاک کا حق بھی بنیادی حقوق کا حصہ ہے۔ زندہ رہنے کے حق میں وہ تمام آسائشیں و سہولتیں بھی شامل ہیں جن سے ایک آزاد ملک کا شہری پورے عزت و وقار کے ساتھ لطف اندوز ہونے کا حق رکھتا ہے۔

سپریم کورٹ نے طریقہ کار کو نرم کیا ہے

سپریم کورٹ نے طریقہ کار میں نرمی اختیار کر کے شہریوں کو اس قابل بنادیا ہے کہ وہ سپریم کورٹ کے چیف جسٹس کو اپنے بنیادی حقوق کی خلاف ورزیوں کے بارے میں آگاہ کرسکتے ہیں۔ ان کے یہ خطوط بعد میں آئینی پٹیشن میں تبدیل کردیئے گئے تاکہ متعلقہ شہریوں کے بنیادی حقوق کا تحفظ کیا جاسکے۔

سوموٹو اختیار سماعت

سپریم کورٹ نے اخبارات میں رپورٹ ہونے والی بنیادی حقوق کی خلاف ورزیوں کا نوٹس لیتے ہوئے ازخود کارروائی کی اور سوموٹو اختیار سماعت استعمال کرتے ہوئے ماحول کی گرتی ہوئی صورتحال پر تحفظات کا اظہار کیا۔

علاج و چارہ کار

سپریم کورٹ آئین کی دفعہ 184(3) کے تحت شہریوں کو حاصل بنیادی حقوق کے موثر نفاذ کے لئے کوئی بھی مناسب اور انصاف پر مبنی طریقہ کار/علاج کو وضع کرسکتی ہے۔

زین شیخ

کباڑیے کراچی میں

وسیع پیمانے پر کاٹھ کباڑ کی خرید و فروخت کرنے والے کباڑیے کہلاتے ہیں جو اپنے گوداموں اور دکان سے یہ کاروبار کرتے ہیں۔ کراچی میں ان کی تعداد تقریباً" ایک ہزار بتائی جاتی ہے۔ زیادہ تر ایک قسم کے پرانے کاٹھ کباڑ میں خصوصی مہارت رکھتے ہیں۔ شے وہ نیلامی یا درمیانی ڈیلر سے خریدتے ہیں یا درآمد کرتے ہیں اور پھر اسے مقامی یا پاکستان میں کسی بھی جگہ ری سائیکلنگ پلانٹس کو دوبارہ فروخت کرتے ہیں۔ کچھ کباڑیے ایسے بھی ہیں جو خود ہی ری سائیکلنگ کرتے ہیں۔

ایکٹوازم

شہری منصوبہ بندی کے قوانین کا نفاذ عدلیہ نے اپنا فرض ادا کیا

ایم نعیم الرحمٰن

کوسٹا لیونا اور گلاس ٹاورز کے مقدمات کو اس وقت اور بھی پذیرائی ملتی

اگر یہ تسلیم کرلیا جاتا کہ شہروں کی منصوبہ بندی مناسب طریقے پر کی جانی ضروری ہے اور اس امر کو یقینی بنانا کہ عمارات کی تعیر اس طرح نہ ہوں کہ وہ بے ہنگم نظر آئیں۔ رہائشی و تجارتی علاقے ایک دوسرے میں ضم نہ ہوں اور یہ کہ کافی تعداد میں باغات ہوں اور وہ تمام دوسری آسائشی و تفریحی سہولتیں مناسب مہیا ہوں جو متعلقہ مخصوص علاقوں کے لئے لازمی و ضروری ہوتی ہیں۔

ترقیاتی اسکیموں کا سب سے اہم اور بڑا مقصد اس امر کو یقینی بنانا ہوتا ہے کہ لوگ رہائشی علاقوں میں مناسب امن و سکون اور خاموشی کے ساتھ آرام سے رہائش پذیر ہوں اور ان علاقوں میں مناسب آسائشیں و سہولتیں بھی موجود ہوں۔ کم گنجان علاقے اور تجارتی علاقوں کا تعین کیا گیا ہے۔ انہیں زیادہ سہولتوں اور عمارات کے زیادہ ارتکاز کی ضرورت ہے۔

اگر ایک علاقہ کی منصوبہ بندی کم گنجان علاقے کی حیثیت سے ہوتی ہے اور وہاں اضافی سہولتوں و آسائشوں کی گنجائش نہیں رکھی گئی ہے پھر وہاں ایک دوسرے کے نزدیک بلند و بالا عمارات تعمیر کرلی جاتی ہیں تو ہر قسم کے نقصان دہ نتائج ابھر کر سامنے آئیں گے۔

عمارات کے نتیجے میں پانی کی کمی واقع ہوگی، گٹر ابلیں گے، بجلی کی ترسیل اور بلدیاتی خدمات کا سلسلہ بار بار منقطع ہوگا، سڑک پر ٹریفک کا دباؤ زیادہ ہوگا، فضا میں دھواں پھیلے گا اور ماحولیاتی آلودگی میں اضافہ ہوگا جس سے علاقے کے لوگوں کی صحت پر نقصان دہ اثرات مرتب ہوں گے۔

۱۹۵۷ء کے کے ڈی اے آرڈر نمبر۵۔ سندھ بلڈنگ کنٹرول آرڈی نینس

> ترقیاتی اسکیموں کا سب سے بڑا مقصد اس امر کو یقینی بنانا ہوتا ہے کہ لوگ رہائشی علاقوں میں امن و سکون سے رہیں ان علاقوں میں مناسب آسائشیں اور سہولتیں موجود ہوں

۱۹۷۹ء اور کراچی ٹاؤن پلاننگ اینڈ بلڈنگ ریگولیشن ۱۹۷۹ء اچھے قوانین ہیں جو منصوبے کے تحت ترقیاتی اسکیموں کے مطابق علاقوں کی ترقی و بہتری کو یقینی بنانے کے لئے وضع کئے گئے۔

بد قسمتی سے ادارہ ترقیات کراچی اور کراچی بلڈنگ کنٹرول اتھارٹی میں بدعنوانی اور بیرونی سیاسی دباؤ کے باعث موجود ترقیاتی اسکیمیں بری طرح متاثر ہوئیں اور مذکورہ نقصان دہ اثرات ابھر کر سامنے آگئے۔

سپریم کورٹ نے اب دو بہت ہی اہم فیصلے سنائے ہیں جو کوسٹا لیونا اور گلاس ٹاورز مقدمات کے بارے میں تھے۔ موخرالذکر کو ایس سی ایم آر میں صفحہ نمبر۲۰۸۹ پر رپورٹ کیا گیا ہے۔

ان دونوں فیصلوں میں کہا گیا ہے کہ ترقیاتی قواعد و ضوابط پر سختی سے عمل درآمد کیا جائے اور ان سے انحراف کرنے کی اجازت ہرگز نہ دی جائے۔ سخت قوانین کے ذریعے انہیں تحفظ دیا جائے۔

اگر ایک پلاٹ قانونی طور پر تبدیل کیا جائے تو ایسا کرنے سے پہلے مناسب سہولتوں کی بہم رسانی کو یقینی بنایا جائے اور زمین کے استعمال کی تبدیلی پر عملدرآمد سے پہلے مناسب نوٹس دینا ضروری ہے کسی بھی صورت میں سہولتیں اور آسائشیں اب کبھی تبدیل نہیں ہوسکیں گی۔

اگر ایک عمارت میں ایک یونٹ کا خریدار اس خریداری سے پہلے یہ تمام معلومات حاصل نہیں کرتا کہ آیا عمارت قانون کے مطابق تعمیر ہوئی یا نہیں تو نتائج کا ذمہ دار وہ خود ہوگا کیونکہ عمارت کو اگر غیر قانونی قرار دیا گیا تو پھر اسے اپنا خریدا ہوا یونٹ نہیں مل سکے گا وہ یونٹ کی خریداری کے مد میں دی گئی اپنی رقم بلڈر سے ہی حاصل کرسکتا ہے۔

اچھی خبر یہ ہے کہ اب عدالتیں اس حقیقت کے بارے میں زیادہ شعور آگاہی و ادراک رکھنے لگی ہیں کہ انہیں عوام کے وسیع تر مفادات میں کام کرنا ہوگا۔ پھر بھی کوئی غیر دانشمند اور معصوم خریدار نقصان اٹھاتا ہے تو اس کی وجہ بلڈر کی بددیانتی اور متعلقہ حکام کی بدعنوانی ہے۔

ایم نعیم الرحمٰن۔ بیرسٹرایٹ لاء

رونالڈ ڈی سوزا

مستقبل میں شہری اقدامات کا تعین

عدلیہ کے حالیہ فیصلے اور حکومت کے خوشگوار رد عمل پر شہریوں کی خوش امیدی بجا ہے

- کوسٹالیونا اور گلاس ٹاورز مقدمات میں سپریم کورٹ کے سنگ میل فیصلے۔
- سندھ ہائیکورٹ میں تعمیراتی ماحول کے مسائل میں بڑھتی ہوئی آگاہی اور گرین بینچوں کی تشکیل۔
- کے ڈی اے کی گورننگ باڈی اور کے بی سی اے اور سی کمیٹی میں ماحول دوست شہری نمائندگی کا قیام۔
- کے بی سی اے میں عوامی اطلاعاتی و معلوماتی کاؤنٹر' منصوبوں اور دستاویز تک پہنچ' اخبارات کے ذریعے عوام کی تعلیم اور باقاعدگی کے ساتھ معلومات کی فراہمی وغیرہ کے ذریعے کسی حد تک شفاف کارکردگی قائم کی گئی۔
- موجودہ قوانین کا بہتر نفاذ مثلاً زمین کے استعمال کی تبدیلی کا طریقہ کار غیر قانونی تعمیر کے مسئلہ سے نمٹنا' صوابدیدی اختیارات میں کمی وغیرہ۔

موثر طریقے پر نمٹنے کے لئے لاتعداد مسائل باقی ہیں

- عدالت کے احکامات اور طریقہ کار کی جان بوجھ کر غلط تشریح اور ان کا غلط استعمال۔
- عوامی دلچسپی و مفاد کی مقدمہ بازی اور ماحولیاتی معاملات پر عدلیہ کی تعلیم۔
- مستقبل کی نسل کے لئے ماحول کے تحفظ میں شہریوں کی خاموش اکثریت کی شمولیت۔
- زمین اور عمارات سے متعلق قوانین اور قواعد و ضوابط کی ترقی و درجات میں بلندی۔
- تمام میدانوں میں معلومات تک پہنچ میں زیادہ آزادی۔
- شہر کے ماحول کو بہتر بنانے کے لئے سہولتوں و آسائشوں اور بنیادی ڈھانچے کو استحکام دینے والے ایک مناسب ماسٹر پلان کی تیاری و نفاذ۔

زلزلے کی تباہ کاریوں کے شعور کو اجاگر کرنا

- تائیوان اور ترکی میں ہونے والے حالیہ واقعات و تجربات۔
- کراچی میں انتہائی ناقص مسمک بلڈنگ کوڈ کی تعمیل۔
- کوئٹہ میں آنے والے ۱۹۳۵ء کے زلزلے کا تجربہ اور اس کے نتائج۔
- موجودہ خطرناک عمارات کے لئے پالیسی اور مستقبل کی تعمیرات۔

تعمیر شدہ ماحول کے قانونی وارث اور مالک ہونے کی حیثیت سے شہریوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اسے تحفظ اور تقویت دیں

- شیئر ہولڈر بنیادی طور پر شہری اور شہر کے رہائشی ہیں۔
- عوامی خدمت گاروں (پبلک سرونٹس) کو شہریوں کے حقوق اور ماحول کی دیکھ بھال کے لئے پابند کیا جائے۔
- شہریوں کی زندگی سے جڑے ہوئے بنیادی حقوق کی خلاف ورزی نہ ہو اس بات کو یقینی بنانے کے لئے عدالتوں کا سرگرم ہونا بہت ضروری ہے۔

رونالڈ ڈی سوزا (شہری سی بی ای)

زلزلے سے ہوشیار

بلوچستان ہائیکورٹ کی ایک ڈویژنل بینچ ((3) صفحہ نمبر 14) نے زلزلوں کے آنے کے امکانات کا عدالتی نوٹس لیا ہے۔

"اگر ایسی عمارتوں کی تعمیر کی اجازت دی گئی تو کوئٹہ کی آبادی کو انتہائی خطرناک تباہی کے دہانے پر پہنچا دیا جائے گا کیونکہ خدا معاف کرے اونچے درجہ کے زلزلے کا جھٹکا شہر کو زمین بوس کر سکتا ہے"۔

سپریم کورٹ نے اس فیصلے کے خلاف دائر کی جانے والی اپیل خارج کردی۔

شجاع الدین قریشی کے لئے آئی یو سی این کا ایوارڈ

گزشتہ دنوں جنوب مشرقی ایشیا کے لئے رائٹرز آئی یو سی این میڈیا ایوارڈ ایک پاکستانی صحافی نے حاصل کیا۔ مقابلہ سخت تھا لیکن شجاع الدین قریشی کے مضمون "دی لاسٹ آف موہناس" نے رائٹرز۔ آئی یو سی این کا جنوب اور جنوبی مشرقی ایشیا کے لئے ایک میڈیا ایوارڈ حاصل کرنے میں کامیابی حاصل کی ہے۔ اس کا اعلان آئی یو سی این کی ریجنل ڈائریکٹر برائے ایشیا محترمہ ابان مارکر کبراجی نے ایک سادہ سی تقریب میں کیا۔

ان ایوارڈز کو رائٹرز فاؤنڈیشن اور آئی یو سی این نے اپنی پانچویں سالگرہ کے موقع پر گزشتہ برس قائم کیا تھا۔ اس کا مقصد پرنٹ میڈیا میں ماحولیاتی رپورٹنگ کو فروغ دینا ہے تاکہ جامع سائنسی ڈیٹا اور مہارت پر مبنی اعلیٰ ترین معیاری و معلوماتی رپورٹنگ کی حوصلہ افزائی کی جاسکے۔

اس ایوارڈ کے قیام کے خیال میں اردن کی ملکہ نور کے بعض ریمارکس نے مہمیز کا کام دیا جو انہوں نے فرانس میں گزشتہ نومبر میں پانچویں سالگرہ کی تقریبات کے موقع پر ادا کئے تھے۔ انہوں نے کہا کہ بڑھتے ہوئے ماحولیاتی خطرات کے بارے میں عوامی دلچسپی کو پیدا کرنے اور اسے برقرار رکھنے میں صحافیوں اور میڈیا نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ ماحول کے تحفظ کے لئے کام کرنے والوں کو اپنے علم میں میڈیا کو شریک کرنے کی ضرورت ہے۔ جبکہ صحافیوں کو ماحولیاتی خبروں کو لوگوں کی زندگیوں کو متاثر کرنے والے مسائل سے جوڑنا چاہئے۔

اس ایوارڈ کو جیت کر جناب قریشی نے رائٹرز فاؤنڈیشن کی علاقائی ورکشاپوں میں سے ایک میں اپنے لئے جگہ بنائی ہے۔ انہوں نے نیروبی کی ایک فنکارہ نینسی کروز کی ڈیزائن کردہ ایک ٹرافی بھی حاصل کی ہے۔ انہوں نے ماحول کے بین الاقوامی مقصد میں شرکت کی غرض سے آئی یو سی این کو اپنی خدمات مفت فراہم کی ہیں۔

جنوب اور جنوبی ایشیا کے دفتر کو ۷ ممالک کے ۴۱ صحافیوں کے کل ۱۸۵ مضامین موصول ہوئے تھے۔ ان ممالک میں ہانگ کانگ، انڈیا، جاپان، ملائشیا، پاکستان، تھائی لینڈ اور ویت نام شامل تھے۔ مضامین کو ان کے تحقیقی معیار، مواد، موضوع کی اصلیت، تبدیلی لانے کی اہلیت بڑے مسائل کے ساتھ ماحولیات کے موضوع کو منسلک کرنا اور عوامی اثر و مقبولیت مہیا کرنے کی اہلیت کی بنیاد پر جانچا گیا ہے۔

جناب قریشی ایسوسی ایٹڈ پریس آف پاکستان کے لئے کام کرتے ہیں۔ ان کا یہ مضمون ماہنامہ نیوز لائین کے جون ۱۹۹۹ء کے شمارے میں شائع ہوا تھا۔ یہ مضمون سندھ میں منچھر جھیل میں بود و باش اختیار کئے ہوئے ماہی گیروں کو درپیش مسائل و مشکلات کے بارے میں ہے۔ جھیل کا ماحول برسوں سے روبہ تنزل ہے۔ جس کی وجہ سے ماہی گیر اپنے واحد ذریعہ معاش سے محروم ہو رہے ہیں۔

شہری کے لئے رضاکاروں کی ضرورت ہے

شہری کے مختلف منصوبے ذیل میں درج چھ ذیلی کمیٹیوں کی وساطت سے چلائے جاتے ہیں۔

- آلودگی کے خلاف۔
- میڈیا اور عوامی روابط (نیوز لیٹر)
- قانونی (غیر قانونی عمارتیں)
- تحفظ اور ورثہ (پرانی عمارتیں)
- پارکس اور تفریح
- مالی حصول

ہر وہ شخص جو شہری کے جاری اور مستقبل کے منصوبوں کے لئے مدد (رقم نہیں) کرنا چاہے اس سے گزارش ہے کہ وہ شہری کے دفتر تشریف لائیں یا فون، فیکس یا ای میل کے ذریعے شہری کے سیکریٹریٹ سے رابطہ کریں۔

ش۔ فرخ

ہجوم میں تنہا فنکار کی موت

وہ ہمیشہ سے اکیلا تھا۔ لیکن خود کو بہت سے لوگوں میں گھیرے رکھتا تھا۔ بہانے تلاش کرتا تھا کہ وہ کیسے شہر کے اچھے اچھے لوگوں کو جمع کرے۔ مصور، صحافی، فن پرست، شہر کے باثروت لوگ، مرد عورتیں، روشن چہروں والے لڑکے لڑکیاں۔ اس کی سالگرہ ہو، نئے سال کی شام ہو یا کوئی اور موقع۔ بی ایم ان کو جی بھر کے کھلاتا پلاتا تھا۔ پی ای سی ایچ ایس کے بلاک ۶ میں واقع اس کے گھر کے سامنے کاروں کی لمبی قطاریں ہوتی تھیں۔ لان میں خوش لباس، خوش رو افراد کی کہکشاں سجی ہوتی تھی۔

سی ویو پہنچے۔ میزان نے کہا یہی ان کا فلیٹ ہوگا۔ بہت سی کاریں کھڑی ہیں۔ نہیں میزان۔ یہ کاریں کسی اور کے لئے ہوں گی۔ آگے چلتے ہیں۔ میرا خیال ہے بشیر مرزا کا اپارٹمنٹ یہاں نہیں ہے۔

بی ایم جرمنی سے لوٹا تھا۔ مجھے اس کا انٹرویو لینا تھا۔ وہ پی ای سی ایچ ایس میں پے انگ گیسٹ کے طور پر رہ رہا تھا۔ لمبے لمبے بال رکھے۔ ڈھیلی ڈھالی پتلون پہنے اس شخص سے بوہیمیت جھلک رہی تھی۔ بی ایم نے ایک گیلری قائم کی۔ لیکن وہ گیلرسٹ نہ بن سکا۔ اس کے اندر خوشحال زندگی گزارنے کی ایک آرزو تھی۔ وہ ایڈورٹائزر بن گیا۔ اس دوران اس نے جو کمایا لوگوں کو کھلا پلا دیا۔ بی ایم پھر سے صرف ایک مصور بن گیا۔ حالانکہ اس نے کبھی مصوری کا ساتھ نہیں چھوڑا تھا۔ لیکن اسے یہ احساس بھی رہا کہ ایک فنکار اپنے پلاٹ کے الاؤ کو ٹھنڈا نہیں کر سکتا۔

میں کسی کام سے پریس کلب گئی تھی۔ ایک تقریب میں جانے سے پہلے میں یکسوئی سے کچھ لکھنا چاہتی تھی۔ وہی میز تھی۔ مجھے اطلاع دی گئی "بی ایم مرگیا" بی ایم مرگیا!! میرے کانوں میں آواز گونجتی رہی۔ پریس کلب میں افطار کا انتظام کیا جارہا تھا۔ میں نے ایک ساتھی سے کہا۔ بی ایم مرگیا ہے۔ خبر نوٹس بورڈ پر لگوا دو۔ خبر لگ گئی تھی۔ کلب کی چہل پہل بڑھ رہی تھی۔ کوئی نوٹس بورڈ کی طرف دھیان نہیں دے رہا تھا۔ مجھے اس جمگھٹے میں صرف ایک شخص نظر آیا۔ جو بی ایم کے ساتھ فن کے رشتے سے جڑا ہوا تھا۔ میزان کو لے کر میں بی ایم کے گلیکسی اپارٹمنٹس کی طرف چلدی۔

بی ایم آسٹریلیا میں کچھ عرصہ پاکستانی سفارتخانے میں کلچرل اتاشی رہنے کے بعد پاکستان لوٹا تو لوگوں کو آوازیں دیتا رہا وہاں کوئی نہیں تھا۔ اس نے ہمیشہ کی طرح اپنی سالگرہ منانے کا اہتمام کیا۔ فون پر اصرار کررہا تھا کہ تم ضرور آنا۔ وہ شہر بھر کے ساتھ اپنے روابط بحال کرنا چاہتا تھا۔ وہ حال ہی میں اپنے نئے اپارٹمنٹ میں شفٹ ہوا تھا۔ گلیکسی اپارٹمنٹس کی گیارہویں منزل پر بی ایم کے نئے گھر پہنچے تو وہاں کوئی نہیں تھا۔ یعنی وہ سب لوگ جو ہمیشہ وہاں نظر آتے تھے۔ جو کوئی تھا۔ عجب طرح کا تھا۔ عزت دار لوگوں نے منہ موڑ لیا تو بی ایم نے اپنے گرد بچے کھچے افراد سے کہا۔ جہاں سے مرضی لاؤ۔ کچھ کرو۔ لوگ آنے چاہئیں۔ گھروں میں رہنے والے نہیں آتے تو بازار سے لے آؤ۔

بی ایم کو سب نے چھوڑ دیا تھا۔ کوئی اسے اپنے گھر پر نہیں بلاتا تھا۔ اس شام کچھ دوست جمع تھے۔ بی ایم کا فون آگیا آواز آئی۔ "کہیں وہ یہاں تو نہیں آرہا؟" میں خود ایسے ہی لوگوں میں شامل تھی۔ اس نے پچھلی بار، یہی کچھ ماہ قبل، دعوت دی۔ کوئی نہ گیا۔ میں بھی نہیں۔ وہ پریس کلب میں لنچ کے وقت آگیا۔ ہم کچھ لوگ ایک میز پر بیٹھے تھے۔ وہ بھی کرسی کھینچ کر ہماری میز پر آگیا۔ ہاں بی ایم کیسے ہو؟ پھر ہم آپس میں بات کرتے رہے۔ بی ایم کو بولنے کا موقع نہ دیا۔ وہ کچھ دیر بیٹھا، چلا گیا۔ وہ اس روز آخری بار ملا تھا۔

کسی نے کہا میں بی ایم کے ہاں گیا تھا۔ ایک امدادی شو کے لئے اس کی تصویر لینے۔ میں اس پر چلائی "جی ہاں، بی ایم نے تصویر دے دی ہوگی۔ اس کی تصویر بہت مہنگی بکے گی۔ اس نام نہاد فلاحی اداروں کو ان موقعوں پر فنکار یاد آتے ہیں کہ مفت میں تصویر دیں۔ صحافی یاد آتے ہیں کہ مفت میں ان سے بارے میں لکھیں۔ ارے بھئی انہیں بھی پیسوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ بی ایم تو دل کا بادشاہ ہے۔ اس نے انکار نہیں کیا ہوگا"۔

اس نے جواب دیا "ہاں۔ بی ایم یہی کہہ رہا تھا۔ جو پسند آئے لے جاؤ میں جب تک زندہ ہوں، اس وقت تک کے لئے میرے پاس پیسے ہیں"۔

میں جب یہ سطور لکھ رہی ہوں۔ کچھ لوگ بی ایم کے جسد خاکی کو ایدھی کے سردخانے سے اٹھا کر مٹی میں دبا آئے ہوں گے۔

کل۔ ۵ جنوری کو عین اسی وقت بی ایم جس بستر پر سیدھا سیدھا لیٹا ہوا تھا وہ ٹھنڈا ہوگیا تھا۔ وہ رات گئے پریس کلب سے لوٹا تھا تو اسے قطعی یہ علم نہ ہوگا کہ وہ صبح نہیں اٹھے گا۔ اس کے اسٹوڈیو میں ایزل پر لگی ہوئی ادھوری تصویر کو وہ پورا نہیں کرسکے گا۔

سیکورٹی گارڈ نے ہمیں بتایا تھا کہ کچھ لوگ آئے ہیں۔ کون ہیں یہ لوگ۔ اچھا رشتے دار ہیں۔ یہ گزشتہ کئی برسوں سے کبھی نظر نہیں آئے تھے۔ چند ماہ قبل بی ایم اسپتال میں پڑا تھا۔ اس کے بستر کے قریب کچھ کارڈ رکھے تھے۔ لیکن وہ

باقی صفحہ ۱۰ پر

خطیب احمد

شہریوں کے ساتھ تعاون کے طریقے

شفاف مقامی حاکمیت کا تقاضا

پاکستان ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو آزاد ہوا۔ اس دن سے

اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کی رو سے پاکستانی عوام کے لئے اختیارات کو استعمال کرنا ایک مقدس امانت ہے پاکستان کے عوام اللہ کے امین اور خلیفہ ہیں۔ جس نے عارضی طور پر پاکستان کے عوام کو اختیارات تفویض کیے ہیں۔

عوام/مالک/امین کی فوری تشویش ہے کہ اس امانت (بھروسے) پر کس طرح پورا اترا جائے۔ اپنے منیجروں، منتخب نمائندوں **اور سول سرونٹس دونوں کی** رہنمائی **کس طرح کی جائے کہ وہ عوام/** مالکوں کی عمومی بھلائی کے لئے کام کریں۔

موجودہ **صورتحال یہ ہے کہ منیجر زیادہ تر خود** اپنی خدمت میں معروف ہیں۔

عوام کو کوئی سیاسی اتھارٹی حاصل نہیں ہے (سوائے اس کہ جب کبھی انتخابات ہوں تو اپنے ووٹ کا استعمال کرلیں) وہ صدیوں سے برے سلوک اور کبھی کبھار اقتدار اعلیٰ سے ملنے والی خیرات و عطیات کے عادی ہوچکے ہیں۔ یہ خیرات و عطیات دینے والے روایتی طور پر بادشاہ، راجہ، نواب، سردار وغیرہ اور ان کے رشتہ دار اور ان کے کارندے ہوتے ہیں۔ عوام سے یہ توقع کبھی نہیں کی گئی کہ وہ آزادانہ سوچیں گے یا کوئی سوال پوچھیں گے؟ اسی طرح آج کے حکمراں (جو منیجر ہیں اور مالک یعنی عوام انہیں تنخواہ ادا کرتے ہیں) خود کو حاکم سے کم نہیں سمجھتے۔ وہ خود کو بہت ہی زیادہ اہم شخصیت سمجھتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ وہ غریب اور ناخواندہ عوام پر حکومت کرنے کا حق رکھتے ہیں (حقیقت تو یہ ہے کہ یہ عوام ہی ہیں جو انہیں تنخواہیں ادا کرتے ہیں)

اس صورتحال میں عوام کو اپنے سر پھرے منیجروں پر قابو پانے کے لئے کیا کرنا چاہئے کہ وہ عوام کی عمومی بھلائی کے لئے کام کریں۔ یہ واقعی ایک مشکل کام ہے۔

ذیل میں چند طریقے دیئے گئے ہیں جن پر عوام عمل کرسکتے ہیں انہیں اپنے پیروں پر کھڑا ہونا ہوگا۔ انہیں کوئلے کی اس دلالی میں اپنے ہاتھ کالے کرنے ہی ہوں گے یہ کام کتنا ہی خطرناک کیوں نہ نظر آئے انہیں اپنے منیجروں سے بہتر نتائج کے حصول کے لئے رابطہ اور میل جول پیدا کرنا ہوگا۔

پہلا قدم

مالک/ٹرسٹی شپ کا احساس ذمہ داری ہمیشہ برقرار رکھنا۔

منیجروں کو ان کی حقیقی حیثیت کا احساس دلاتے رہیں۔ ان پر نظر رکھنے کے لئے ہوشیار اور چوکنے رہیں۔ شفاف پن کو یقینی بنائیں۔ مقامی، صوبائی اور وفاقی حکومتوں کے معاملات میں منیجروں کی کارکردگی پر نظر رکھیں۔ ریاست کے کل پرزوں، دباؤ کے مقامات، اس کی قوت اور اس کی کمزوریوں کے بارے میں تمام جانکاری حاصل کریں۔ متعلقہ حکام کے صوابدیدی اختیارات کے بارے میں بھی آگاہی حاصل کریں۔

دوسرا قدم

منیجروں کی حدود و اعانت۔ حوصلہ افزائی اور کوچ کرنا ہے۔ اچھے کام کے لئے انعام دیں۔ کام کرنے کے لئے انہیں تمام آلات سے لیس کریں۔ منیجروں پر رحم اور ترس کھائیں آخر میں نظم و ضبط پر زور دینا ہے۔ منیجروں کو یاد دلایئے کہ اگر وہ غیرذمہ داری و بدعنوانی اور بداعمالیوں میں ملوث رہے تو پاکستانی عوام کے مفادات/اثاثوں کے لئے شاید نقصان دہ اور نامناسب ہوگا۔

ذیل میں حقیقی زندگی کی مثال حاضر ہے کہ شہری نے ٹاؤن پلاننگ اور کراچی بلڈنگ کنٹرول اتھارٹی کے ساتھ کس طرح مذکورہ طریقوں سے اپنے لئے کام لیا۔ ان طریقوں اور ذرائع کا کسی بھی دوسرے سرکاری ادارے یا شعبے پر مناسب ردوبدل کے ساتھ اطلاق ہوسکتا ہے۔

شہری کی سرگرمیاں

شہری نے مشاہدہ کیا کہ شہریوں کی فلاح و بہبود سے آنکھیں چرائی جاتی ہیں شہری قوانین اور ماسٹرپلان کے حدود کار سے وسیع پیانے پر انحراف کیا جاتا ہے۔ جس کا اظہار پورے شہر میں غیرقانونی تعمیرات اور تفریحی و آسائشی/رہائشی پلاٹوں کا غلط استعمال ہوتا ہے۔ نتیجے میں معاون ڈھانچے کی تباہی میں نکلا ہے۔ شہری نے اس صورتحال سے نمٹنے کے لئے مندرجہ اقدامات اٹھائے۔

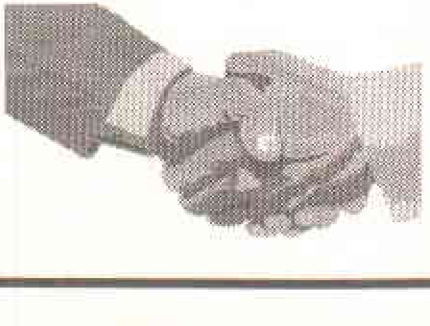

معلومات کے حصول کے لئے

کسی بھی مسئلہ میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے "شہری" نے مندرجہ ذیل باتوں کے بارے میں علم و معلومات حاصل کیں۔

○ قوانین' قواعد و ضوابط جن کے تحت ادارہ ترقیات کراچی اور کراچی بلڈنگ کنٹرول اتھارٹی کام کرتی ہیں اور تعمیراتی سرگرمیوں کو کنٹرول و باقاعدہ بناتی ہیں۔

○ پانی' بجلی اور گیس کے کنکشن کے لئے این او سی حاصل کرنے کے لئے کن شرائط کو پورا کرنا پڑتا ہے۔

○ حالات و شرائط جن کے تحت پبلک نوٹسوں کو دینے کے بعد رہائشی پلاٹ تجارتی و کاروباری مقاصد کے لئے تبدیل کئے جاسکتے ہیں اور رہائش کنندگان کو اعتراضات داخل کرنے پڑتے ہیں۔

○ تفریحی و فلاحی پلاٹوں کے غلط استعمال کو ہر حال میں کس طرح روکا جاسکتا ہے۔ یعنی انہیں تجارتی و رہائشی یا کسی دوسرے مقصد کے لئے استعمال ہونے سے کس طرح محفوظ رکھا جاسکتا ہے۔

○ ضرورت سے زیادہ دباؤ ضروری خدمات اور شہری بنیادی ڈھانچے (باغات' کھیل کے میدان' اسکول' سڑکیں' پارکنگ' لاء اینڈ آرڈر وغیرہ) کی ٹوٹ پھوٹ کے باعث رہائش کنندگان کو پریشانیوں اور تکالیف کا سامنا ہوتا ہے اس کی وجہ کسی منصوبہ بندی کے بغیر تعمیر شدہ علاقوں میں توسیع ہے۔ رہائش کنندگان کو اس حقیقت کا ادراک دلایا گیا۔

○ طاقتور لوگوں کی پس منظر کی سرگرمیوں کو سامنے لانا۔ کیونکہ زمین کے استعمال کی تبدیلی اور غیرقانونی تعمیرات میں پیسہ بنایا جاتا ہے اور یہ لوگ اس کھیل میں براہ راست ملوث ہوتے ہیں۔

○ شہری معاشرے کے ایسے اراکین اور وکلاء کے تعاون کو متحرک کرنا جو ایمانداری اور شہری خدشات و تشویش

عوام برے سلوک
اور کبھی کبھار
مقتدر حضرات سے
ملنے والی خیرات
اور عطیات کے عادی
ہو چکے ہیں'
ان سے آزادانہ سوچ کی
توقع بے سود ہے

سے مالامال ہوں اور جو معمولی فیس لے کر عدالتی مقدمات لڑنے کے لئے تیار ہوں۔

○ مقدمات لڑنے اور ادراک و شعور پیدا کرنے والی مہمات کے لئے ذرائع کی تلاش اور انتظام کرنا۔ یہ ذرائع مالی و انسانی دونوں ہوسکتے ہیں۔

○ مدد کے لئے اراکین نے ان افسران و افراد سے رابطے بڑھائے جو درستگی و احتساب کے لئے راہیں کھول سکتے تھے اور کراچی بلڈنگ کنٹرول اتھارٹی (کے بی سی اے) کے افسران کے ساتھ باہم دگر اثرانداز ہوسکتے ہیں۔

انہوں نے کے بی سی اے کے دفتر میں جانا شروع کیا اور متعلقہ حکام سے قریبی تعلقات قائم کئے تاکہ کاروباری رشتہ اور ذاتی رابطے و تعلقات قائم کرسکیں۔

○ وہ کے بی سی اے کے افسران کے ساتھ باقاعدگی سے میٹنگ طے کرنے میں کامیاب ہوگئے تاکہ دونوں علاقوں (گارڈن ایسٹ اور پی ای سی ایچ ایس) میں ترقی کو مانیٹر کرسکیں اور بعد میں شہر کے دیگر علاقوں پر اپنی توجہ مذکور کرسکیں۔

○ انہوں نے ان اجلاسوں کی کارروائی کو قلم بند کیا تاکہ متعلقہ حکام کو بھیج سکیں اور کے بی سی اے نے جو اقدامات اٹھائے ان کے نفاذ کو مانیٹر بھی کرسکیں۔

○ انہوں نے مختلف عدالتی مقدموں کے بارے میں کمپیوٹر چارٹس بنائے جو یہ بھی ظاہر کرتے ہیں کہ یہ مقدمات کن مراحل پر ہیں اور ان کی موجودہ صورتحال کیا ہے۔ اس سے کے بی سی اے کو قانونی محاذ پر بہتر کارکردگی ظاہر کرنے میں مدد ملی۔

○ کے بی سی اے کے حکام اکثر یہ شکایت کرتے ہیں کہ وہ عدالتی فیصلوں پر عملدرآمد کرانے میں بے بس ہیں کیونکہ محکمہ پولیس ان کے ساتھ مربوط طریقے پر کام نہیں کرتا۔ کسی غیرقانونی عمارت کو منہدم کیا جاتا ہے تو بلڈرز تشدد پر اتر آتے ہیں اور اس وقت پولیس انہیں تحفظ دیتی ہے۔ شہری کے اراکین نے کے بی سی اے۔ ضلعی انتظامیہ (ڈپٹی کمشنر۔ ایس ڈی ایم) اور پولیس کے درمیان رابطے اور تعاون کو فروغ دیا تاکہ عمارت کے انہدام یا دیگر عدالتی احکامات کا نفاذ کیا جاسکے۔

○ وہ عدالتی مقدمات میں کراچی بلڈنگ کنٹرول اتھارٹی کے طرف سے بیچ میں پڑے اور خود بھی اپنی طرف سے رٹ پٹیشن دائر کی۔ اراکین نے جو خود وکیل نہیں ہیں' ہائیکورٹ اور سپریم کورٹ میں ذاتی طور پر پیش ہونا شروع کردیا۔

○ انہوں نے ججوں کے سامنے کیس پیش کیا اور وضاحت کی بلڈرز کس طرح غیرقانونی تعمیرات اور عدالتی احکامات کا غلط استعمال کرنے میں مصروف ہیں اور کس طرح تیسری پارٹی کے مفادات کو شامل کرتے ہیں۔

○ تعمیراتی جگہوں کا خود معائنہ کیا۔ بعض دفعہ اراکین کا یہ فعل خاصہ خطرناک ثابت ہوسکتا ہے کیونکہ انہیں تشدد آمیز دھمکیاں ملتی ہیں۔

○ کے بی سی اے کے شعبہ قانون کے ذرائع کے حصول کے لئے مہم چلائی۔

○ شہری کے اراکین جو بیرسٹر/وکیل ہیں انہوں نے کے بی سی اے کے وکلاء کے ساتھ تعاون کیا تاکہ مضبوط مقدمات تیار کرنے میں ان کی مدد ہوسکے۔

○ اراکین کے ورکشاپ و سیمیناروں کا اہتمام کیا تاکہ مسائل کی نشاندہی ہوسکے اور ان کے حل معلوم کئے جاسکیں تاکہ اس طرح کے بی سی اے کی [illegible] کو بہتر بنایا جاسکے۔

○ شہری نے کے بی سی اے کی اوورسیئر کمیٹی میں نمائندگی حاصل کی۔ انہوں نے کمیٹی کو سرگرم بنانے میں اہم کردار ادا کیا کیونکہ یہ برسوں سے فعال نہیں تھی۔ سندھ بلڈنگ کنٹرول آرڈی نینس ۱۹۷۹ء کے تحت اس کی خدمات کو محسوس کرایا گیا۔ شہری کمیٹی کے سیکریٹریٹ کو تقویت پہنچانے کے لئے اسٹاف مہیا کرنے میں کامیاب رہا۔

○ کے بی سی اے کو غیرقانونی طور پر تعمیر ہونے والی عمارت کے بارے میں معلومات فراہم کرنے پر آ[illegible]۔ اب اشتہارات کے ذریعے عام لوگوں کو یہ خبر دی جاتی ہے کہ وہ مذکورہ عمارات میں فلیٹ' دوکان یا دفتر نہ خریدیں۔ اس طرح "شہری" نے "صارفین کا تحفظ" کے اصول پر عمل کیا ہے۔ اس نے ایسے صارفین کے مقدمات کی پیروی کرنے میں مدد کی جن کے ساتھ بلڈرز نے معاملات انصاف کے ساتھ طے نہیں کئے تھے۔

○ ورکشاپ اور پریس کانفرنسوں' نیوز لیٹر اور دیگر ابلاغی ذرائع کی مدد سے عام لوؤں اور افسران میں یہ شعور و ادراک

باقی صفحہ ۱۸ پر

ارادہ اور راستہ

علامہ اقبال کالونی محمود آباد کی پرانی اور سال خوردہ پانی کی لائنیں رس رہی تھیں اور پینے کے صاف پانی کے ساتھ سیوریج شامل ہو رہا تھا۔ علاقے کے لوگوں نے اس بحران سے نمٹنے کے لئے پانی کے نمونے حاصل کئے اور انہیں ایم سی کی لیبارٹری میں ٹیسٹ کرایا۔ یہ نمونے انسانی استعمال کے لئے ناموزوں پائے گئے لیبارٹری کے یہ نتائج بعد میں پاکستان کی سپریم کورٹ میں داخل کئے گئے۔ علامہ اقبال کالونی کے رہائشی محمد مدار نے عوامی دلچسپی کے مقدمے کے تحت پٹیشن دائر کی ان کے ساتھ کراچی ایڈمنسٹریشن ویمن ویلفیئر سوسائٹی بھی تھی۔

کیس کو سپریم کورٹ میں لے جایا گیا اور کراچی واٹر اینڈ سیوریج بورڈ کے حکام کو تباہ شدہ پانی کی ترسیل کی لائنوں کو تبدیل کرنے پر مجبور کردیا یہ کام ستمبر ۹۹ء میں مکمل ہوا۔

اس عمل سے حوصلہ پاتے ہوئے گرد و پیش کے علاقوں کے رہائشی افراد نے اپنے شہری مسائل کے حل کے لئے محمد مدار سے رہنمائی حاصل کرنی شروع کردی ہے۔

ہفتہ وار بازار

کراچی ایڈمنسٹریشن ویمن ویلفیئر سوسائٹی (کے اے ڈبلیو ڈبلیو ایس) کے اراکین نے متعلقہ حکام سے اپنے علاقے میں ہفتہ وار بازار کی سرگرمی کو روکنے کے لئے رابطہ کیا ہے کیونکہ اس سے بڑی مقدار میں کوڑاکرکٹ پیدا ہوتا ہے۔ اطراف کا ماحول آلودہ ہوتا ہے اور بازار کے دن کے علاوہ بھی دیگر دنوں میں عام زندگی بری طرح متاثر ہوتی ہے۔ اس معاملے میں بازار کے مقام کی زمینی ملکیت کے بارے میں بھی کچھ ابہام پایا جاتا ہے کیونکہ انتظامی اور بلدیاتی حدود ایک دوسرے سے میل نہیں کھاتیں۔ پھر بھی ہفتہ وار بازار کی افادیت کے بارے میں خیالات منقسم ہیں۔

ہفتہ وار بازار لگانے کے عمل کے بارے میں مزید معلومات حاصل کرنے کے خواہشمند افراد یا ادارے کس طریقہ کار پر عمل کریں یا تکالیف یا شکایات ہونے کی صورت میں کن متعلقہ حکام سے رابطہ کیا جائے؟ ہفتہ وار بازار لگانے کے لئے این او سی/اجازت کے حصول کے لئے مندرجہ ذیل طریقہ کار ہے۔

○ فروخت کنندگان بیورو آف سپلائی اینڈ پرائسز (جی او ایس) کو درخواست دیتے ہیں۔

○ بیورو مندرجہ اداروں سے اجازت/این او سی حاصل کرتا ہے۔

○ زمین کی ملکیت رکھنے والی ایجنسی/بلدیہ

○ ڈسٹرکٹ کمشنر۔ امن و امان کے کنٹرول کے لئے

○ ضلع کے ایس ایس پی

بقیہ ⇦ ملکی حاکمیت

بڑھایا کہ شہر کے تعمیر شدہ ماحول کے تحفظ کی ضرورت ہے اور اسے محلوں و علاقوں کے دیرپا قیام کے اصولوں کے اندر رکھا جائے۔

نظم و ضبط کے لئے

شہری نے سب سے پہلے مدد اور تعاون فراہم کرنے کی بہترین کوششیں کیں اور جب اکثر اوقات مثبت رد عمل ملنے میں ناکامی ہوئی تو شہری نے دوسرا قدم اٹھایا جو غلط کار منیجروں و افسروں کو نظم و ضبط کا پابند بنانے سے متعلق تھا۔ یہ حکام نااہل اور بدعنوان رہنے پر ہی بضد تھے۔

○ ایسے افسران کے بارے میں نہ صرف ان کے افسران بالا بلکہ اعلیٰ ترین حکام تک بات پہنچائی گئی۔

○ شدید قسم کی بدعنوانی و لاپرواہی کے معاملات ہوں یا متعلقہ افسران اور بلڈروں کی ملی بھگت کے بارے میں جان بوجھ کر چشم پوشی کی گئی ہو تو عدالت جانے سے گریز نہیں کیا۔

○ عادی بدعنوان اور نااہل ایڈمنسٹریٹروں کے خلاف انسداد رشوت ستانی کے محکمے اور صوبائی محتسب کو رپورٹیں بھیجیں۔

○ نیوزلیٹر کے ذریعے مسائل کو عام کیا تاکہ افسران اور عوام غیرقانونی تعمیرات کے بارے میں جان سکیں اور بدعنوان افسران کو قابو میں رکھ سکیں۔

○ غیرقانونی عمارات کو عدالتی احکامات کے ذریعے قانون کے مطابق سربمہر کرانے اور منہدم کرانے کے لئے دباؤ ڈالا گیا۔

○ مندرجہ بالا اقدامات سے قانون توڑنے والوں کو قانون اور شہریوں کے حقوق کی عزت سکھانا مقصود و مطلوب ہے۔

(نوٹ): ایک بار پھر اس بات پر زور دیا جاتا ہے کہ مالکین کے تمام اقدامات عملی طریقے پر ہونے چاہئیں۔

خطیب احمد رونالڈ ڈی سوزا کے اس اضافے کے لئے مشکور ہیں۔

خطیب احمد، ممبر منیجنگ کمیٹی شہری (سی بی ای)

فکر کی آلودگی

لفظ آلودگی سے ہمارے ذہن میں کوڑے کرکٹ، دھوئیں اور مشورہ وغیرہ کا تصور آتا ہے، لیکن یہ تو آلودگی کے مسئلے کا ایک پہلو ہے۔ لوگوں کے ذہنوں میں موجود آلودگی کے بارے میں کیا خیال ہے؟ اگر ذہن پاک صاف ہوں تو ماحول خود بخود صاف ستھرا ہو جائے گا۔ ذہنی آلودگی کی ایک عام مثال کا مشاہدہ ہر روز کیا جاسکتا ہے جب کوئی ایک شخص اپنے گھر کا کوڑا کرکٹ دوسرے فرد کے دروازے پر پھینک دیتا ہے۔ ہم تو صرف یہ ے ہیں کہ کسی طرح اپنے کوڑے سے چھٹکارا حاصل کرلیں لیکن کبھی بھی یہ نہیں سوچتے کہ دوسرے لوگوں کو کیا مشکلات درپیش آسکتی ہیں۔

ہمیں لوگوں کے ذہنوں اور ان کی سوچ کو صاف کرنے کی ضرورت ہے۔ آلودگی کی یہ ایک بہت ہی اہم وجہ ہے جسے ہم اکثر نظرانداز کردیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں آنے والی نسلوں کے لئے ایک بہتر دنیا چھوڑنے کے لئے ماحول کو صاف ستھرا کرنا ضروری ہے۔ ہاں۔ حقیقت میں تو ہمیں یہ ہی کرنا چاہئے لیکن یہ کام مکانات، سڑکیں یا شہروں کی صفائی سے نہیں بلکہ حسد، انتقام اور نفرت کے نقصان دہ احساسات سے چھٹکارا حاصل کرکے ہوگا۔

مختصرا" یہ کہ بڑھتی ہوئی آلودگی کے بارے میں میری سوچ یہ ہے کہ یہ ہمارے ذہنوں میں آلودہ خیالات و سوچ کی وجہ سے وجود میں آتی ہے۔ اس لئے اگر ہم اپنی دنیا کو صاف ستھرا رکھنا چاہتے ہیں اور آنے والی نسلوں کے لئے ایک بہتر جگہ بنانے کے خواہشمند ہیں تو ہمیں اپنے اطراف میں رہنے والوں کے لئے اپنے خیالات کو مثبت بنانا ہوگا۔ خالص اور سچی محبت شفقت و خیال کے احساسات پیدا کرنے ہوں گے آہستہ آہستہ ہم دنیا کو ایک صاف ستھری اور پرامن جگہ میں بدل دیں گے جہاں ہر شخص رہنا اور لطف اٹھانا چاہے گا۔

(صبا جاوید طالبہ ہیں)

شہری کی رکنیت

2000 کے لئے شہری کی رکنیت کی تجدید کروانا نہ بھولیں۔ شہری میں شرکت کریں اور بطور شہری اس شہر کو صاف کرنے، صحت بخش اور ماحول دوست مقام بنانے کے لئے مدد دیں۔

ایک بہتر ماحول کی تخلیق کے لئے

"شہری" میں شمولیت اختیار کیجئے

اگر آپ "شہری" میں شامل ہونا چاہتے ہیں تو براہ کرم یہ کوپن بھر کر اس پتے پر روانہ کریں۔

شہری برائے بہتر ماحول

206 ڈی۔ بلاک 2۔ پی ای سی ایچ ایس' کراچی 75400۔ پاکستان

ٹیلی فون / فیکس۔ 92-21-4530646

E-mail address:
shehri@onkhura.com (web site) URL:
http://www.onkhura.com/shehri

نام ________ ٹیلی فون (گھر) ________

ایڈریس ________

پیشہ ________ ٹیلی فون (دفتر) ________

کالاباغ ڈیم... متنازعہ کیوں؟

کالاباغ ڈیم کی تعمیر گزشتہ کئی برسوں سے زیربحث ہے۔ اس کے حق اور مخالفت میں دلائل دئیے جاتے رہے ہیں۔ سائوتھ ایشیا پارٹنرشپ پاکستان (سیپ پاکستان) کی جانب سے اس موضوع پر تحقیقی مقالہ کتابچے کی صورت میں شائع کیا گیا تھا۔ قارئین کی دلچسپی اور معلومات کے لئے مقالے کے منتخب حصے پیش کئے جارہے ہیں

دریائے سندھ تبت کے قریب ملفور جھیل سے جنم لیتا ہے۔ تقریباً" اسی مقام کے آس پاس سے دریائے ستلج اور برہم پترا بھی نکلتے ہیں۔ دریائے سندھ کی گزرگاہ طویل ترین شمار ہوتی ہے اور یہ تبت اور کشمیر کی پہاڑیوں سے گزرتا ہوا سطح سمندر سے ۸۰۰ فٹ کی بلندی پر سرزمین پاکستان میں داخل ہوتا ہے۔ ایک اندازے کے مطابق دریائے سندھ ۶۹ ملین مکعب فٹ پانی لئے گزرتا ہے اور سکھر کے قریب پنجاب کے دوسرے دریا اپنے ساتھ لئے سمندر میں شامل ہو جاتا ہے۔ کالاباغ ایک قصبے کا نام ہے جو پنجاب کے ضلع میانوالی میں واقع ہے۔ اس کا جغرافیہ کچھ یوں ہے کہ یہ اسلام آباد کے جنوب مغرب میں جبکہ تربیلا ڈیم سے ۳۰ میل نیچے واقع ہے۔ واٹر اینڈ پاور ڈیولپمنٹ اتھارٹی (واپڈا) اور مختلف ملکی و غیرملکی مشیراتی اداروں کا اندازہ ہے کہ دریائے سندھ پر کالاباغ کے مقام پر ڈیم کی تعمیر سے ۶.۱ ملین مکعب فٹ پانی ذخیرہ کیا جاسکتا ہے۔

دریاؤں کے پانی کو نہری نظام میں تبدیل کرکے زرعی مقاصد کے لئے استعمال صدیوں پرانا ہے۔ سات ہزار سال قبل از مسیح مصر اور میسوپوٹیمیا کے نہری نظام کا تذکرہ تاریخ میں بھی ملتا ہے۔ برصغیر پاک و ہند میں جب برطانوی حکمران آئے تو انہوں نے زرعی مقاصد کے لئے پنجاب اور سندھ کے علاقوں میں دریاؤں کے بہاؤ کا بغور جائزہ لیا پھر ان دریاؤں پر بیراج یا ذخیرہ آب بنا کر غیرآباد زمینوں کو آباد کرنا شروع کیا۔ پہلی جنگ عظیم تک یہ نظام زرعی ضروریات کے لئے کافی تھا۔

جنگ عظیم کے بعد برطانوی انجینئروں نے دریائے ستلج سے نہری نظام کو تشکیل دیا جبکہ دریائے سندھ پر بیراج اور نہروں کا جال بنا کر ربیع اور خریف کے دنوں میں پانی کی بڑھتی ہوئی ضرورت کے پیش نظر اس نہری نظام کے ذریعے کمی کو پورا کیا۔ اس منصوبے کے دوران انگریز انجینئروں نے کئی نہریں بغیر پانی کے ہی چھوڑ دیں کیونکہ ان کے لئے پانی کی وافر یا مناسب مقدار مہیا نہیں کی جاسکتی تھی۔ بہاولپور کا علاقہ نہری نظام سے فائدہ نہ اٹھا سکا اس لئے برطانوی حکومت کے انجینئروں نے دریائے سندھ اور اس کی شاخوں پر مناسب مقامات کی تلاش شروع کردی جہاں وہ زرعی مقاصد کو پورا کرنے کے لئے ذخیرہ آب کرسکیں۔

اس مقصد کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے پہلے پنجاب سرکل کا قیام عمل میں لایا گیا اور مسٹر فائے کو اس کا چیئرمین مقرر کیا گیا۔ بعدازاں پنجاب سرکل کو ہائی ڈیم اتھارٹی کا درجہ دے دیا گیا اور اس کا چیئرمین مسٹر کھوسلہ کو بنایا گیا۔ اس اتھارٹی کے زیرانتظام دریائے ستلج اور سندھ کی گزرگاہوں سے ملحقہ وادیوں میں ڈیم بنانے کی جگہ کا انتخاب اور تحقیق کا کام بڑی تیزی سے شروع کردیا گیا۔ بہت سے ایسے مقامات کا بھی انتخاب کیا گیا جہاں ان دونوں دریاؤں کی گزرگاہ تنگ تھی اور ان گزرگاہوں سے ملحقہ ایسی قدرتی جگہیں موجود تھیں جہاں ذخیرہ آب بڑی پیمانے پر کیا جاسکتا تھا۔

۱۹۴۲-۴۳ء میں ہائی ڈیم اتھارٹی نے دریائے سوان اور دریائے سندھ کے سنگم پر ڈیم تعمیر کرنے کی تجویز پیش کی یہ تقریباً" وہی مقام ہے جہاں آج کالاباغ ڈیم بنانے کی تجویز ہے۔ اتھارٹی نے ڈیم کی تعمیر کے لئے جو ضروری ہدایات درج کیں ان میں صاف طور پر تنبیہہ کی گئی کہ ڈیم کی اونچائی اٹک ریلوے پل اور دریائے کابل سے نیچی رکھی جائے۔ اتھارٹی کی تحقیق کے مطابق اس جگہ پر ڈیم کی تعمیر سے اس کی تہہ میں کیچڑ زیادہ اکٹھی ہوگی اور اگر ڈیم کی بلندی کا منصوبہ کے مطابق خیال نہ رکھا گیا تو اس کی وجہ سے دریائے کابل سے ملحقہ وادی کی تباہی کا خطرہ ہے۔ چونکہ اس وقت بھی بہت سے شہر اور دیہات دریائے کابل کے کنارے آباد تھے اس لئے اس احتیاط کا خاص طور پر ذکر کیا گیا تھا۔

کھنڈ کے مقام پر دریائے سندھ کی گزرگاہ نسبتاً دوسرے علاقوں سے تنگ ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے زمین کے کٹاؤ کا عمل تیزی سے جاری تھا جبکہ دریائے سوان اس علاقے میں پہنچ کر بہت وسیع ہو جاتا ہے۔ اس وقت کے اندازوں کے مطابق کم و بیش ۱۰ ملین مکعب فٹ پانی دریائے سندھ میں ذخیرہ کرنے کی گنجائش ہوگی کیونکہ دریائے سوان کی پانی ذخیرہ

کرنے کی قدرتی جھیل بہت وسیع تھی اور اخراج کا دہانہ نسبتاً تنگ تھا۔

انجینئرنگ ٹیم اس نتیجہ پر پہنچی کہ اگر مون سون کے دنوں میں دریائے سوان پر ایک رکاوٹی ڈیم بنا کر دریائے سندھ کا پانی دریائے سوان میں ذخیرہ کرلیا جائے تو کمنڈ ڈیم اور سوان ڈیم مل کر ۱۵ ملین مکعب فٹ تک پانی کو ذخیرہ کرسکتے ہیں۔

اس کے ساتھ ہی انہوں نے کمنڈ ڈیم کے حوالے سے دریائے کابل کے بارے میں کچھ خدشات کا اظہار بھی کیا کہ نزدیک دریائے کابل کی گزرگاہ بہت تنگ ہے اور جب دریائے سندھ اور کابل میں طغیانی آتی ہے تو دونوں دریاؤں میں پانی کی سطح غیر معمولی طور پر بلند ہو جاتی ہے اور تباہی کا باعث بنتی ہے جس کی مثال ہم ۱۹۲۹ء میں آنے والے سیلاب سے دے سکتے ہیں۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ ان دونوں مذکورہ دریاؤں میں سیلاب بیک وقت آتے ہیں۔

مفصل تحقیق اور مطالعے کے بعد ہائی ڈیم اتھارٹی نے دریائے سندھ اور سوان کے سنگم پر مجوزہ ڈیم کی تعمیر کو ناقابل عمل اور غیر سودمند قرار دے دیا۔ اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے تحریر کیا کہ دونوں دریا ایسی وادی سے بھی گزرتے ہیں جہاں زمین کے کٹاؤ کا عمل جاری رہتا ہے اس لئے وہاں کی زمین اس منصوبے کے لئے موزوں نہیں۔ اس کی بجائے یہ تجویز کیا گیا کہ کسی ایسے مقام پر ہیڈورکس بنا کر بارش کے موسموں میں سیلابی پانی کو دریائے سوان کی طرف منتقل کیا جاسکتا ہے اور اس طرح اٹک کی گزرگاہ تنگ ہونے کی وجہ سے ہونے والی تباہیوں سے بچا جاسکتا ہے۔ اس لئے دریا سوان پر رکاوٹی ڈیم بنانا زیادہ نفع بخش اور سودمند ہوگا۔

جب یہ تمام تجاویز زیر غور تھیں کہ وادی ستلج میں پانی کی کمی کو کس طرح دور کیا جائے تو برصغیر کی تقسیم ہوگئی۔ اس سے نہ صرف پنجاب بلکہ کشمیر بھی تقسیم کی زد میں آگیا اور تمام دریائی راستوں پر بھارت کا قبضہ ہوگیا۔ اس وجہ سے دریائے سندھ اور اس میں پانچ شاخوں (دریاؤں) سے آنے والے پانی کے بارے میں منصوبہ بندی قابل عمل نہ رہی۔ تاہم یہ گوگوں کی حالت ۱۹۶۰ء میں سندھ طاس کے معاہدے کے ساتھ ہی ختم ہوگئی۔

تیکنیکی

۱۹۵۳ء میں پہلی مرتبہ کالاباغ ڈیم انڈس واٹر ریپلیسمنٹ کے عنوان سے زیر بحث آیا۔ اس کے بعد اس سلسلہ میں بے شمار معلوماتی اور تحقیقی کام جاری رہے تاکہ یہ جانچا جاسکے کہ آیا یہ منصوبہ قابل عمل بھی ہے کہ نہیں۔ لہٰذا ۱۹۵۳ء میں ٹاپسٹین اور بل نے اس کے بعد ۱۹۶۶ء میں چس ٹی مین نے اس طرح کی ایک اسٹڈی کی۔

۱۹۶۷ء میں ورلڈ بینک کی مطالعاتی ٹیم منصوبے کی مالی و تکنیکی معاونت کے لئے پاکستان آتی ہے۔ ۷۵-۱۹۷۲ء تک واٹر اینڈ پاور ڈیولپمنٹ اتھارٹی (واپڈا) اور "ای سی ای" کی مختلف ٹیموں نے اس منصوبے کی مختلف پہلوؤں پر تحقیق کا عمل جاری رکھا۔

بالآخر ذوالفقار علی بھٹو کی وفاقی کابینہ نے پہلی مرتبہ کالاباغ نامی قصبے میں اس مقام کا تعین کیا جہاں کہ ڈیم تعمیر ہونا تھا۔ اس کے بعد انہوں نے مقام اور منصوبے کی باقاعدہ منظوری دیدی۔ لیکن اس کے بعد کوئی پیش رفت نہ ہوسکی اور معاملہ وہیں ٹھپ ہو کر رہ گیا۔

جنرل ضیاء الحق نے اپنے دور حکومت ۸۴-۱۹۸۰ء میں ازسرنو اس منصوبے کو زندہ کیا اور اس منصوبے کے قابل عمل ہونے کے بارے میں کچھ مزید اسٹڈیز کروا کے ۱۹۸۵ء میں اس منصوبے کو باقاعدہ شروع کرنے کا اعلان کردیا۔ اخبارات، ریڈیو اور ٹیلی ویژن نشریات کے ذریعے کالاباغ ڈیم کے منصوبے کی افادیت اور قومی ضرورت کے بارے میں پروگرام ہونا شروع ہوگئے۔

تاہم منصوبے کے حوالے سے صرف کاغذی کارروائی ہوتی رہی اور عملاً کوئی پیش رفت نہ ہوسکی۔ اس دوران واپڈا اس منصوبے کی ابتدائی رپورٹوں اور تخمینوں پر ۶ ارب روپے سے زیادہ صرف کرچکا ہے لیکن اس منصوبے کو کاغذوں سے زمین پر نہیں اتارا جاسکا۔

جنرل ضیاء الحق نے اپنی موت سے قبل اس منصوبے کے ٹینڈر طلب کرنے کا حکم دیا تھا لیکن فضائی حادثے میں ہلاکت کے بعد واپڈا نے اس منصوبے کو سردخانے میں ڈال دیا۔

۹۳-۱۹۹۰ء کے دوران نواز شریف کی حکومت میں وفاقی وزیر برائے پانی و بجلی سرتاج عزیز نے کونسل آف کامن انٹرسٹ کی میٹنگ میں اس بات کا اعتراف کیا کہ کالاباغ ڈیم کے بارے میں صوبہ سرحد کے کچھ اعتراضات بالکل جائز ہیں لہٰذا ماہرین سے کہا گیا کہ وہ نوشہرہ اور صوبہ سرحد کے دوسرے اضلاع کی حفاظت کے لئے بہتر پلان بنائیں۔ اس کے بعد واپڈا کے انجینئرز نے صوبہ سرحد کو مطمئن کرنے کے لئے ڈیم میں جھیل کی اونچائی کو مزید پندرہ فٹ کم کردیا لیکن اس کے باوجود بھی صوبہ سرحد کے لوگ مطمئن نہ ہوئے۔

تیکنیکی طور پر واپڈا کے انجینئرز کالاباغ ڈیم کو فی زمانہ سب سے محفوظ اور قابل عمل منصوبہ قرار دیتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ اس منصوبے کے جتنے فائدے ہیں اس کے مقابلے میں نقصانات بہت کم ہیں اور اس کے بارے میں زیادہ تر اعتراضات بلاوجہ ہیں۔ اپنے خیالات کو تقویت پہنچانے کے لئے واپڈا ۱۹۵۳ء سے کی گئی مختلف اسٹڈیز کا حوالہ دیتا ہے جن میں UNDP، ورلڈ بینک، چین اور دنیا کے دیگر ممالک کے زراعت اور ہائیڈروالیکٹریسٹی کے ماہرین کے تجزیے شامل ہیں۔

گوکہ واپڈا نے صوبہ سرحد کے انجینئرز اور سیاستدانوں کو مطمئن کرنے کے لئے جھیل کی اونچائی میں ۱۵ فٹ کی کمی کی تھی مگر تب بھی وہ سرحد کے لوگوں کے اس اندیشے کو دور کرنے میں کامیاب نہیں ہوئے کہ نوشہرہ ڈوب جائے گا اور [illegible] اور مردان اضلاع کی زمینیں سیم و تھور کی وجہ سے قابل کاشت نہیں رہیں گی۔ صوبہ سرحد کے لوگ آج بھی ۱۹۲۹ء کے اس عظیم سیلاب کا ذکر کرتے ہیں جس میں سارا نوشہرہ ۹ فٹ پانی میں ڈوب گیا تھا اور بے بہا جانی و مالی نقصان ہوا تھا۔ اس سلسلے میں کچھ عرصہ قبل چین کی ایک ٹیم نے بھی ضیاء الحق کے زمانہ میں نوشہرہ کا دورہ کیا اور اس بات کی اسٹڈی کی کہ اگر ۱۹۲۹ء جیسا سیلاب دوبارہ آتا ہے تو کتنا نقصان ہوگا۔ (جاری ہے)

(آئی پی سی فیچر سروس)

بقیہ ← منچھر جھیل

میں خارج کیا جاتا ہے۔ جس میں ۱۹۰۰ پی پی ایم سے بھی زیادہ کھارا پن ہوتا ہے۔ ربیع کی فصل کے دوران یہ نکاس ۵۰۰ سے ۱۰۰۰ کیوسک ہوتا ہے لیکن اس میں کھارا پن ۲۵۰۰ سے ۵۰۰۰ پی پی ایم تک ہوتا ہے۔

دریائے سندھ کے دائیں کنارے کا بڑھتا ہوا شورہ زدہ پانی نہ صرف جنگلی حیات کے تنوع کو شدید نقصان پہنچا رہا ہے بلکہ اس زمین کے قدیم باسیوں کو بھی ہجرت کرنے پر مجبور کر رہا ہے۔

جھیل کے پانی کے کھارے پن نے مچھلیوں کی پیداوار میں بھی منفی اثرات ڈالے ہیں۔ جس کے نتیجے میں خوراک میں کمی واقع ہوئی ہے۔ ۱۹۵۰ء میں مچھلیوں کی پیداوار تین ہزار میٹرک ٹن سالانہ تھی جو تیزی سے کم ہو کر اب دو سو میٹرک ٹن سالانہ سے بھی کم ہوگئی ہے۔ اس صورتحال سے کشتیوں میں ہی زندگی گزارنے والے موہناؤ کو اپنا قدیم طرز رہائش چھوڑنے پر مجبور ہونا پڑا ہے۔ مچھلی پکڑنا کم ہوا تو جھیل اور اس کے کنارے آباد تقریباً ۸۰ ہزار افراد کے انخلاء کا خطرہ پیدا ہوگیا ہے۔ جھیل میں رہنے والوں کی کشتیاں ہی ان کا گھر ہیں جو مچھلی پکڑ کر اپنی گزر بسر کرتے ہیں۔ اگر یہ انخلاء جاری رہا تو ماحولیاتی تباہی کے باعث ملکوں کی تاریخ میں یہ سب سے بڑا انخلاء ہوگا۔

منچھر جھیل کا پانی کچھ برسوں پہلے تک پینے کے قابل تھا اور اسے پینے اور کاشتکاری کے مقاصد کے لئے استعمال کیا جاتا تھا۔ لیکن اب یہ اتنا زہریلا ہوگیا ہے کہ مچھیرے جو اسے پینے، کپڑے دھونے اور دیگر روزمرہ کی ضرورتوں کے لئے استعمال کرتے ہیں پیٹ کی مختلف بیماریوں کا شکار ہو رہے ہیں ان میں ٹی بی، آنکھوں کی بیماریاں اور پانی سے ہونے والی بیماریاں عام ہیں۔ سنگھ بھٹی تاریخی سروے رپورٹ کے مطابق پانی کے اس ذخیرے میں تقریباً ۴۰۰ اقسام کی مچھلیاں پائی جاتی تھیں۔ لیکن کھارے پن کے باعث جھیل میں آلودگی کی سطح بہت بلند ہوگئی ہے اور چند ہی عشروں میں مچھلیوں کی بہت سی اقسام کا خاتمہ ہوگیا ہے۔ ماضی میں جھیل میں ۲۷۶ اقسام کے پرندے پائے جاتے تھے لیکن اب ۲۰۰ سے بھی کم اقسام کے پرندے سردیوں کے موسم میں جھیل پر آتے ہیں۔

منچھر جھیل زرعی مقاصد، پینے کے لئے پانی اور آبپاشی کا ذریعہ ہے۔ جوہی اور سہون تعلقہ اس کے اطراف واقع ہیں۔ علاقے میں آبپاشی کے لئے جھیل کا پانی دانستر نہر کے ذریعے حاصل کیا جاتا ہے جس سے زمین مزید شورزدہ ہو رہی ہے ماحول کے بچاؤ و تحفظ کی سوسائٹی (SCOPE) نے خبردار کیا ہے کہ دانستر نہر کے ذریعے جھیل کا جو پانی کاشتکاری کے لئے سپلائی ہو رہا ہے وہ نہ صرف زمین کے لئے خطرناک ہے بلکہ آس پاس کے علاقے کی زرعی زمینوں کے لئے بھی خطرہ ہے۔

ایک اور سبب جو جھیل کے ماحولیاتی توازن کو بگاڑ رہا ہے وہ مچھیروں اور کاشتکاروں کے درمیان چلنے والی چپقلش و کشمکش ہے۔ جھیل کے چاروں اطراف واقع وسیع پٹی پر جھیل کے قریب آباد لوگ عارضی کاشتکاری کرتے تھے۔ ان کا مفاد خالی جھیل میں ہے کم پانی کا مطلب کاشت کے قابل زیادہ علاقہ ہے۔ چنانچہ محکمہ آبپاشی کے حکام نہر سے جھیل میں کم پانی چھوڑتے ہیں۔ مٹی کے بھر جانے کے باعث بھی پانی کی سطح کم ہوگئی ہے۔ منچھر میں زمین کی سطح بلند ہوگئی ہے اس لئے ذخیرہ کرنے کی صلاحیت میں بھی خاصی حد تک کمی واقع ہوئی ہے اس لئے منچھر جھیل کی تہہ سے مٹی نکالنے کی ضرورت دوچند ہے تاکہ یہ اپنی اصل شکل و صورت میں دوبارہ آسکے۔

اسکوپ (SCOPE) نے خبردار کیا ہے کہ اگر شورزدہ پانی کے اخراج کو فوری طور پر نہ روکا گیا تو منچھر جھیل میں موجود تمام حیات شورے میں اضافے کی بھینٹ چڑھ جائیں گی اور یہ جھیل ۲۰۰۰ء تک تباہ و برباد ہو جائے گی۔ جھیل میں کھارے پانی اور دیگر زہریلے و نقصان دہ مواد کے باعث ہونے والی تباہی اور وسیع پیمانے پر انحطاط کے بعد واپڈا اور دیگر اداروں نے اس زہر کو جھیل کے بجائے دریائے سندھ میں گرانے کا فیصلہ کیا ہے۔ تاکہ پانی کے اس تاریخی ذخیرے کا تحفظ کیا جاسکے۔

اس سلسلے میں انڈس لنک پر کام شروع بھی ہوگیا ہے۔ اس زہر کو دریائے سندھ کی جانب موڑنے کے لئے ایک متبادل لنک ہوگی جو اسے ٹھکانے لگائے گی۔

دریائے سندھ میں اس شورہ زدہ پانی و آلودگی کو بہانے پر شدید قسم کے اعتراضات کئے جارہے ہیں۔ خصوصاً جب دریا میں پانی کم ہو۔ اس سے نہ

بقیہ ← آرڈی ننس

خطرناک عمارت کو منہدم کرایا جاسکتا ہے اور ان کے مکینوں کو عمارت خالی کرنے پر مجبور کیا جاسکتا ہے

دفعہ 14

1- اگر کوئی عمارت کے انہدام کا خطرہ ہے تو انکوائری کے بعد اتھارٹی فیصلہ کرنے کی مجاز ہے کہ اس عمارت کا کچھ حصہ مرمت کرانے یا مکمل طور پر منہدم کرنے کا حکم دے۔

2- جہاں عمارت کی مرمت کرانے کا فیصلہ کیا گیا ہو لیکن اس کی مرمت مخصوص مدت میں نہ ہوئی ہو تو اتھارٹی عمارت کو منہدم کرا دے گی یا اس انہدام کی اخراجات مالک سے لینڈ ریونیو کے بقایا جات کی مد میں حاصل کئے جائیں گے۔

3- جہاں عمارت کو مکمل طور پر یا اس کا کچھ حصہ منہدم کرنا ہو تو اتھارٹی مکین یا مکینوں کو نوٹس کے ذریعے مقررہ مدت کے اندر عمارت خالی کرنے کا حکم دے گی۔ اس دوران اگر عمارت خالی نہ کی گئی تو مجاز اتھارٹی طاقت کے استعمال سے عمارت کو خالی کرا سکتی ہے۔

عمارت کی تعمیرات میں ہونے والی خلاف ورزیوں میں پیسے دے کر مصالحت یا تصفیہ نہیں ہوسکتا

دفعہ 19(1-اے) شرط

دفعہ نمبر21-اے کے تحت بنائے گئے قواعد وضوابط کی خلاف ورزی کرتے ہوئے تعمیر نہ تو شروع ہوسکتی ہے اور نہ جاری رہ سکتی ہے اور نہ ہی پیسے دے دلا کر مصالحت یا تصفیہ ہوسکتا ہے۔

صرف لوئر دادو ڈسٹرکٹ کی زرعی زمینوں اور کوٹری بیراج کے پورے زرعی علاقے پر بہت برا اثر پڑے گا بلکہ کراچی، حیدر آباد، کوٹری، سجاول اور ٹھٹھہ کے پینے کے پانی کی ترسیل بھی متاثر ہوگی اس کے علاوہ اس عظیم دریا کی آبی حیات پر بھی برے اثرات مرتب ہوں گے۔

ماہرین کا مشورہ ہے کہ اگر آلودگی کی سطح کا معیار ۶۴۰ پی پی ایم تک رکھا جائے تو دریا کا پانی زرعی مقاصد کے لئے مناسب رہے گا۔ شورزدہ آلودگی اگر دریا کے پانی میں مل رہی ہے تو کھارے پن کو ۶۴۰ پی پی ایم سے زیادہ نہیں بڑھنا چاہئے۔

۹۱ء سے ۹۶ء کے دوران یہ مشاہدہ کیا گیا کہ جنوری تا مارچ کے مہینوں میں سکھر بیراج سے بہت معمولی مقدار میں یعنی ۴۰۰ سے ۲۰۰۰ کیوسک پانی کا اخراج ہوا۔ لیکن انڈس لنک سے دریائے سندھ میں کھارے پانی کا اخراج چار ہزار پی پی ایم سے بھی زیادہ تھا۔ ایسی صورت میں دریا کی حالت کیا ہوگی؟ کیا یہ ایک گندے پانی کے نالے میں نہیں تبدیل ہوگیا ہے؟

ضلع لاڑکانہ میں واقعہ ہمل جھیل کو بھی ایسی ہی صورتحال کا سامنا ہے کیونکہ اس میں بھی انڈس رائٹ بینک کمانڈ ایریا کا کھارا پانی مسلسل شامل ہو رہا ہے اور یہ واپڈا کے اسکارپ کے آر بی او ڈی پروجیکٹ کے تحت ہو رہا ہے اس جھیل کو بھی مناسب و فوری توجہ کی ضرورت ہے۔

اگر منچھر اور ہمل جھیلوں کو آلودگی، کھارے پن اور زہریلے مادوں کے اخراج سے تحفظ مل جائے تو یہاں سیاحت، مچھلیوں کی پیداوار، تفریحی اور قدیم تہذیب کے تحفظ کے عظیم امکانات روشن ہو جائیں گے۔

ہم جانتے ہیں کہ اس جھیل کی موت کا مطلب صدیوں سے وہاں آباد افراد (موہناؤ) کا معاشی نقصان ہے اور یہ ثقافت، تاریخی تہذیب اور معاشرے کی بھی موت ہے۔

منچھر جھیل کی تباہی حکومت اور امداد فراہم کرنے والے اداروں کی غیردانشمندانہ اور غیرمستقل منصوبہ بندی کی مرہون منت ہے۔ بدقسمتی سے ہم اپنے منصوبوں کی تیاری کرتے وقت بھی ماحولیات کو اہمیت نہیں دیتے۔ منصوبوں کے بارے میں مقامی لوگوں کو بھی اعتماد میں نہیں لیا جاتا۔

آخر میں یہ مشورہ ہے کہ انڈس ریور سسٹم اتھارٹی کے طرز پر کوئی ادارہ یا کمیٹی قائم کی جائے جو اس ذخیرہ آب کی ترقی اور بہتری کے لئے کام کرے۔

(عزیز رنجھانی پیٹرولیم انجینئر ہیں اور آئل اینڈ گیس ڈیولپمنٹ کارپوریشن میں کام کرتے ہیں۔ وہ فری لانس صحافی اور شہری سی بی ای کے رکن ہیں۔)

بقیہ ← سیمینار

ٹرانسپورٹ، تعلیم، صحت، پانی کی ترسیل اور سیوریج وغیرہ بڑی کونسل کے حوالے کی جائیں اور نچلی سطح پر اختیارات کی تقسیم پر زور دیا جائے۔ کونسل میں ہاؤس کمیٹیاں ہوسکتی ہیں جنہیں میئر کے ساتھ تمام بڑے فیصلوں میں شامل کیا جانا چاہئے۔

قیصر صاحب نے کہا کہ پولیس کا شعبہ ایک مشکل شعبہ ہے بہت سے ممالک میں یہ بلدیاتی اداروں کے تحت ہے لیکن جرمنی میں یہ محکمہ وفاق کے تحت ہے۔

ڈاکٹر نعمان نے کہا کہ کراچی میں پانچ بلدیاتی ادارے قائم کئے گئے تاکہ اختیارات کی مرکزیت کو ختم کیا جاسکے لیکن یہ تمام ادارے کمشنر کو جواب دہ تھے۔

انہوں نے کہا کہ بلدیاتی ادارے وفاقی اور صوبائی حکومتوں کو ان کے تمام کاموں میں مدد اور تعاون فراہم کرتے ہیں اور ان سے متصادم نہیں ہیں ماہرین کی تقاریر کے بعد بہت دلچسپ اور گرماگرم بحث چھڑ گئی مشہور انجینئر اور سماجی سائنس دان عارف حسن نے ماہرین کے پیش کردہ خاکوں کی آئینی تقویت پر سوال اٹھایا۔

عبدالکریم لودھی ریٹائرڈ بیوروکریٹ کا مشاہدہ یہ تھا کہ جب تک کے ایم سی کو غیرمنتخب کردہ افراد چلاتے رہے اس نے لوگوں کو خدمات بڑی اہلیت کے ساتھ فراہم کیں لیکن جب منتخب افراد کے ہاتھوں میں ان اداروں کی باگ ڈور گئی تو پھر گڑبڑ پیدا ہوئی ہے۔

کے ایم سی کے ایڈمنسٹریٹر فہیم الزماں بھی موجود تھے۔ بحث و مباحثہ کا آغاز کرنے کے لئے سب سے پہلے ان ہی سے درخواست کی گئی تھی۔ انہوں نے سیمینار کے شرکاء کو کے ایم سی کو درپیش مسائل سے آگاہ کیا۔

سیمینار میں لوگوں نے ایک مضبوط بلدیاتی ادارے کی ضرورت پر تو بات کی لیکن اس کی شکل و صورت کیا ہے یہ سوال پھر بھی حل طلب رہا۔ قیصر بنگالی انتخابی نظام کے شدید مخالف تھے لیکن دوسروں کا خیال تھا کہ اس نظام کے ساتھ تجربہ کرنے میں کوئی ہرج نہیں۔ کیونکہ یہ صوبائی اور وفاقی سطح پر بھی کامیابی سے کام کر رہا ہے۔ مشاہدہ یہ تھا کہ مجوزہ نظام کی بنیاد پر ہی اتفاق رائے موجود نہیں ہے اس خلیج نے لوگوں کو سوچنے پر مجبور کیا ہے اور وہ اندازہ لگانے میں کامیاب ہوسکتے ہیں کہ ملک میں اچھی حاکمیت کو یقینی بنانے کے لئے کیا لائحہ عمل اختیار کیا جاسکتا ہے ایک احساس یہ بھی شدت سے پیدا ہوا کہ ہمارے ماہرین مسائل کی نشاندہی تو آرام سے کردیتے ہیں لیکن ان کے عملی حل کے بارے میں خاموشی اختیار کرلیتے ہیں۔

اس سیمینار میں بہت سے شہر کے کئی جانے پہچانے ماہرین موجود تھے لیکن انہوں نے بحث میں حصہ نہیں لیا ان کی خاموشی کو محسوس بھی کیا گیا شاید وہ ہوا کے رخ کو دیکھنے میں مصروف ہیں۔

مذاکرے کا پریزیڈیم

ماحولیاتی انتظام

منچھر جھیل

کی تباہی توجہ طلب ہے

منچھر جھیل پر غروب آفتاب کا منظر

ضلع دادو میں واقع منچھر جھیل ایشیا میں تازہ پانی کی سب سے بڑی جھیل ہے یہ دریا کی لائی ہوئی زرخیز مٹی سے بنی ہوئی کھائی ہے جو سیلابی پانی سے بھر گئی ہے اور اسے برقرار رکھنے کے لئے وسیع اخراجات کرنے پڑتے ہیں۔

یہ جھیل کسی زمانے میں عظیم دریائے سندھ کی خشک گزرگاہ تھی اس نے قدیم تہذیبوں میں اہم کردار ادا کیا ہے اور مشہور و منفرد ثقافت جو بیٹلو (بوٹ کلچر) کی مالک ہے جو دنیا کے کسی بھی حصے میں موجود نہیں ہے۔

یہ جھیل کشتیوں پر اپنی زندگی بسر کرنے والے مچھیروں اور ہجرت کر کے آنے والے لاتعداد اقسام کے پرندوں کے لئے شہرت رکھتی ہے۔ یہ وسیع و عریض اور خوبصورت جھیل وسطی ایشیا سے آنے والی مرغابیوں اور دیگر پرندوں کو سردیوں میں پناہ فراہم کرتی ہے۔ لیکن بدقسمتی سے اسے اب تک زندگی کے لئے ایسی پناہ گاہ قرار نہیں دیا گیا ہے جہاں ان کا شکار ممنوع ہو۔

آلودگی کے باعث جھیل کی قدرتی خوبصورت تیزی سے غائب ہو رہی ہے وسیع مقدار میں آلودہ زرعی پانی، کیمیائی دوائیں، کیڑے مار دوائیں، بلدیاتی کوڑاکرکٹ، صنعتی کوڑاکرکٹ اور دیگر انتہائی زہریلا مواد نارا وادی نامی بڑے نالے (ایم این وی ڈی) کے ذریعے اس جھیل میں ڈالا جارہا ہے۔ اس آلودہ مواد کی جھیل میں شمولیت کے باعث تازہ پانی کھارا و نمکین ہوگیا ہے۔ جس نے نہ صرف جھیل کی آبی زندگی کو بری طرح متاثر کیا ہے بلکہ جھیل کے اطراف میں واقع سہون اور جوہی تعلقہ کی ہزارہا ایکڑ زرخیز زمین بھی بری طرح متاثر ہوئی ہے اور وہ بھی بنجر ہوگئی ہے۔

ماہرین اور ماحول کے تحفظ کے حامیوں نے مذکورہ آلودگیوں کو منچھر جھیل میں ڈالنے کی سخت مخالفت کی تھی اور اس کے نتائج کے بارے میں خبردار بھی کیا تھا۔ میسرز ہنٹنگ ٹیکنیکل سروسز اور آئین میکڈونلڈز اینڈ ایسوسی ایشن نے ۱۹۸۰ء میں رائٹ بینک ماسٹرپلان (آر بی ایم پی) کی رپورٹ میں پانی کے اس وسیع ذخیرے پر پڑنے والے تباہ کن اثرات کی نشاندہی کردی تھی۔ جہاں تک گندے پانی کے نکاس کے معیار اور مقدار کا تعلق ہے تو ایم این وی ڈی کے ذریعے خریف کی فصل کے موسم میں ۸ ہزار کیوسک گندہ پانی، پانی

باقی صفحہ ۲۲ پر

بقیہ ⇦ سیمینار

حالانکہ وفاقی یا صوبائی حکومتوں کے ساتھ کسی طرح بھی ان کا ٹکراؤ نہیں ہے۔

قیصر بنگالی ایک ماہر معاشیات اور جانے پہچانے سماجی سائنس دان ہیں۔ انہوں نے اپنی تقریر میں پہلے تو یہ واضح کیا کہ عام انتخابات پر سلیکشن کو ترجیح دینا ایک آمرانہ خیال ہے اور فوجی حکومتوں نے بلدیاتی انتخابات اس لئے کرائے تاکہ سیاسی طور پر دبے ہوئے لوگوں کے غم و غصے کا نکاس ہوسکے۔ ایوب خان اور ضیاء الحق کے قائم کردہ بلدیاتی ادارے غیرموثر ہوتے تھے۔ انہوں نے لوکل گورنمنٹ ڈپارٹمنٹ کے صوبائی سیکریٹریوں اور ڈپٹی کمشنروں کے دہرے کنٹرول میں رہ کر کام کیا۔

جناب قیصر بنگالی نے اس بات پر زور دیا کہ شہر کے میئر کا انتخاب براہ راست ہونا چاہئے اور میئر کونسل کا سربراہ ہو، اسے متناسب نمائندگی کی بنیاد پر ہونے والے الیکشن میں منتخب ہوکر آنا چاہئے۔ متناسب نمائندگی کی بنیاد پر ہونے والے الیکشن شہر کے معاملات میں ہر ایک کو برابری کے مواقع فراہم کرے گا۔ کیونکہ اس میں آبادی کے تمام طبقات شامل ہوں گے۔ انہوں نے یہ بھی تجویز پیش کی کہ کراچی میں ۲۵ سے ۳۰ میونسپلٹی یونٹ قائم کئے جائیں اور کہا کہ تمام بڑی شہری خدمات مثلاً بجلی کی پیداوار اور ترسیل،

باقی صفحہ ۲۳ پر

فرحان انور مذاکرے کی میزبانی کر رہے ہیں